جلد ۸ | اپریل ۱۹۶۷ء | شمارہ ۴

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ چندہ چھ روپے

فی پرچہ ساٹھ پیسے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

آل عمران

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان!

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

اپریل سنہ ۱۹۶۷ء

ایڈیٹر

مسعود احمد دہلوی

سالانہ چندہ چھ روپے

فی پرچہ ۵۰ پیسے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

آل عمران

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان!

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

اپریل سنہ ۱۹۶۷ء

ایڈیٹر

مسعود احمد دہلوی

سالانہ چندہ چھ روپے — فی پرچہ ۵۰ پیسے

فہرست مضامین

ناشر: چوہدری محمد ابراہیم ۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ "انصار اللہ" دارالصدر جنوبی ربوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شمارہ ۴	ماہنامہ انصاراللہ ربوہ	جلد ۸

اپریل سنہ ۱۹۶۷ء

روحانیت کی لہلہاتی ہوئی سرسبز و شاداب کھیتی

اعمالِ صالحہ کی تخم ریزی کے بعد آبیاری اور حفاظت کی اہمیت

جو لوگ مامورمن اللہ پر ایمان لاتے ہیں ان میں سے نیک فطرت اور روحانی صلاحیت رکھنے والے حقیقی مومن تو پورے تعہد اور عزم و ہمت کے ساتھ اس فرستادۂ حق کے فیوض و برکات سے بہرہ ور ہوتے اور اس کی قوتِ قدسی کے زیرِ اثر روحانی لحاظ سے ترقی کرتے چلے جاتے ہیں لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو ایمان لانے کے باوجود بے اعتنائی اور غفلت سے کام لیتے ہیں۔ ایسے نام کے مومن خود اپنی غفلت اور شومئی قسمت کی وجہ سے بالآخر خسرانِ مبین میں مبتلا ہوئے بغیر نہیں رہتے۔ ان دونوں قسم کے مومنوں کی حالت کو حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے ایک تمثیل کے ذریعہ واضح فرمایا ہے۔ ایک موقع پر آپ نے اپنے حواریوں کو مخاطب کر کے فرمایا:-

"دیکھو ایک بیج بونے والا بیج بونے نکلا۔ بیج بوتے وقت کچھ دانے راہ کے کنارے گرے اور پرندوں نے آ کر انہیں چگ لیا۔ اور کچھ پتھریلی زمین پر گرے جہاں ان کو بہت مٹی نہ ملی، گہری مٹی نہ ملنے کے سبب وہ جلد اُگ تو آئے لیکن جب سورج نکلا تو جل گئے،

اور جڑ نہ ہونے کے سبب سے سُوکھ گئے۔ اور کچھ جھاڑیوں میں گرے اور جھاڑیوں نے بڑھ کر انہیں دبا لیا۔ اور کچھ اچھی زمین پر گرے۔ اور پھل لائے کچھ سو گنا کچھ ساٹھ گنا کچھ تیس گنا۔" (متی باب ۱۳، آیات ۳ تا ۹)

حضرت مسیح علیہ السلام کے حواری اور شاگرد سمجھ نہ سکے کہ اِس تمثیل سے کیا مراد ہے۔ انہوں نے وضاحت چاہی۔ اس پر آپ نے فرمایا:۔

"جب کوئی بادشاہی کا کلام سنتا اور سمجھتا نہیں تو جو اس کے دل میں بویا گیا تھا اسے وہ شریر (یعنی شیطان) آکر چھین لے جاتا ہے ——— یہ وہ ہے جو راہ کے کنارے بویا گیا تھا۔ اور جو پتھریلی زمین میں بویا گیا یہ وہ ہے جو کلام کو سنتا ہے اور اسے فی الفور خوشی سے قبول کر لیتا ہے لیکن اپنے اندر جڑ نہیں رکھتا بلکہ چند روزہ ہے، اور جب کلام کے سبب سے مصیبت آتی یا ظلم برپا ہوتا ہے تو فی الفور ٹھوکر کھاتا ہے۔ اور جو جھاڑیوں میں بویا گیا یہ وہ ہے جو کلام کو سنتا ہے۔ لیکن دنیا کی فکر اور دولت کا فریب اس کلام کو دبا دیتا ہے اور وہ بے پھل رہ جاتا ہے۔ اور جو اچھی زمین میں بویا گیا یہ وہ ہے جو کلام کو سنتا اور سمجھتا ہے اور پھل بھی لاتا ہے کوئی سو گنا پھلتا ہے، کوئی ساٹھ گنا، کوئی تیس گنا۔"

(متی باب ۱۳، آیات ۱۸ تا ۲۳)

مسیح علیہ السلام نے اِس تمثیل میں مامور من اللہ کا انکار کرنے والوں اور ان کے بالمقابل اس کی آواز پر لبیک کہہ کر عمداً قبول کرنے والوں کا ہی ذکر نہیں کیا ہے بلکہ خود ایمان لانے والوں کی تین قسمیں بھی بیان کی ہیں اور ان کے جداگانہ طرزِ عمل کا ذکر کر کے ان کے الگ الگ انجام پر روشنی ڈالی ہے۔ آپ نے واضح فرمایا ہے کہ ایمان لانے والوں کے دو گروہ ایسے ہوتے ہیں کہ ایمان لانے کے باوجود ان کا انجام بخیر نہیں ہوتا۔ البتہ ان کے علاوہ ایک تیسرا گروہ حقیقی مومنوں پر مشتمل ہوتا ہے اور ایسے حقیقی مومن ہی انجام کار عند اللہ فائز المرام قرار پاتے ہیں۔

تمثیل میں سب سے پہلے ان لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے جو مامور من اللہ کی آواز پر سرے سے کان ہی نہیں دھرتے اور اگر کان دھرتے بھی ہیں تو کوئی نیک اثر قبول کرنے کی بجائے یک دم مخالفت پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ ان کے حق میں خدائی پیغام کی مثال ان دانوں کی سی ہوتی ہے جو راہ میں ہی گر جاتے ہیں اور پرندے انہیں چُگ لیتے ہیں۔ ان کے اُگنے اور بارآور ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

مراد اس سے یہ ہے کہ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جب مامور من اللہ کی آواز ان کے کان میں پڑتی ہے تو ان کی اپنی بد بختی اور شومئ قسمت کے نتیجہ میں اس کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ ان کے نفس کا مخفی شیطان فوراً حرکت میں آتا اور ان کے دلوں پر سے فرستادہ حق کی آواز کے اثر کو اسی طرح زائل کر دیتا ہے جس طرح راہ میں پڑے ہوئے دانوں کو پرندے چگ لیتے ہیں اور ان کے کھیتی کی شکل میں اگنے کی نوبت ہی نہیں آتی۔ قرآن مجید کی رو سے ایسے لوگ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰہِ الصُّمُّ الْبُکْمُ الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ (الانفال آیت ۲۲) کے مصداق ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں قرآن مجید میں دردناک عذاب سے ڈرایا ہے۔

اس کے بعد تمثیل میں مسیح علیہ السلام نے دو ایسے گروہوں کا ذکر کیا ہے جو مامور من اللہ پر ایمان تو لے آتے ہیں لیکن اس میں ثابت قدم نہیں رہتے۔ ایسے لوگوں میں فطرتاً قبول حق کی صلاحیت تو موجود ہوتی ہے لیکن وہ صلاحیت بعض خارجی اثرات کی دبیز تہوں کے نیچے دبی ہوئی ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں پر شیطان براہ راست حملہ آور نہیں ہوتا۔ وہ جب ایمان لے آتے ہیں تو چھپ کر ان پر حملہ کرتا ہے۔ اور بسا اوقات ان کے ایمان کو خاک میں ملانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ ان میں سے ایک گروہ ایسے لوگوں کا ہوتا ہے جو حق کو قبول کر لیتے ہیں لیکن ان کا یہ ایمان بصیرت پر مبنی نہیں ہوتا۔ جب بھی کوئی ابتلاء پیش آتا ہے تو آزمائش کی اس گھڑی میں وہ گھبرا جاتے ہیں اور وساوس میں مبتلا ہو کر اپنا ایمان گنوا بیٹھتے ہیں ان کے ایمان کی حالت ان دانوں کی سی ہوتی ہے جو بیج بوتے وقت پتھریلی زمین پر گرتے ہیں جہاں انہیں کافی مٹی میسر نہیں آتی۔ وہ پودے کی شکل میں اُگ تو آتے ہیں لیکن ان کی جڑ زیادہ گہری نہیں ہوتی۔ دھوپ کی شدت وہ برداشت نہیں کر سکتے اور جل جاتے ہیں۔ قرآن مجید کی رو سے ایسے لوگ وَلَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ (الحجرات آیت ۱۵) کے مصداق ہوتے ہیں۔

پھر کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جن پر صداقت پوری طرح منکشف ہو جاتی ہے اور وہ ایمان بھی لے آتے ہیں لیکن دنیا کی محبت ان کے دلوں پر اس قدر غالب ہوتی ہے اور دنیوی زندگی کا عیش و آرام انہیں اس قدر مرغوب ہوتا ہے کہ وہ دین کی راہ میں کوئی تکلیف نہیں اٹھا سکتے اور دین کی سربلندی کی خاطر قربانیاں نہیں کر سکتے۔ ایسے لوگ بھی ایمان لانے کے باوجود شیطان کا آسانی سے شکار ہو جاتے ہیں۔ انجام کار حسرت و یاس اور محرومی کے سوا اُن کے حصہ میں کچھ نہیں آتا۔ ایسے لوگوں کے ایمان کی حالت ان دانوں کی سی ہوتی ہے جو جھاڑیوں میں گرتے ہیں۔ وہ اُگتے تو ہیں لیکن جھاڑیاں (یعنی دنیا کی محبت اور مادی خواہشات) ان پر چھائی رہتی ہیں جو انہیں پنپنے نہیں دیتیں۔ اور وہ پھل لانے سے محروم رہتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید

میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ایسے لوگوں کو بالآخر کفِ افسوس ملنا پڑتا ہے اور جب وہ اپنے حسرتناک انجام کو دیکھتے ہیں تو انہیں بصد یاس کہنا پڑتا ہے اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ o بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ o (القلم آیت ۲۷، ۲۸)

تمثیل کے آخر میں مسیح علیہ السلام نے حقیقی مومنوں کا ذکر کیا ہے۔ وہ دلی بصیرت کے ساتھ ایمان لاتے ہیں اور حق کو حق سمجھ کر دل و جان سے اسے قبول کرتے ہیں۔ ان کے ایمان کی جڑیں بہت گہری اور مضبوط ہوتی ہیں۔ بڑے سے بڑا ابتلاء بھی ان کے پائے ثبات میں لغزش پیدا نہیں کرتا۔ وہ حق کی خاطر ہر دکھ اور مصیبت کو خوشی سے برداشت کرتے اور بڑے سے بڑے امتحان میں ثابت قدم رہتے ہیں۔ دنیا اور اس کے عیش و آرام کی ان کی نگاہ میں کوئی وقعت نہیں ہوتی وہ خدا اور اس کے دین کو دنیا اور اس کی ہر شئے پر مقدم کر لیتے ہیں اور کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کرتے۔ ان کے ایمان کی مثال ان دانوں کی سی ہوتی ہے جو اچھی اور زرخیز زمین میں بوئے جاتے ہیں اور وہ خوب پھلتے پھولتے ہیں حتیٰ کہ سو سو گنا پھل دیتے ہیں۔ قرآن مجید کی رو سے ایسے خوش بخت و خوش نصیب لوگوں کے ایمان کی مثال شجرہ طیبہ کی ہوتی ہے اور وہ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ o تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا (ابراھیم آیت ۲۵) کے مصداق ہوتے ہیں۔

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی بیان کردہ یہ تمثیل جس میں مامور من اللہ پر ایمان لانے والوں کے مختلف درجے بیان کر کے ان میں سے اصلی اور حقیقی مومنوں کی صفات اور ان کے نہایت شاندار انجام پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ دراصل ایک پیشگوئی تھی جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کے نتیجہ میں فدا کار و جاں نثار حقیقی مومنوں کی ایک جماعت قائم ہونے کی خبر دی گئی تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کرنے والے آپ کے قدسی صفات اور فدا کار و جاں نثار صحابہؓ کا ذکر کرتے ہوئے خاص طور پر انجیل کی اس پیشگوئی کا ذکر فرمایا اور آپ کے صحابہؓ کی اس ایمانی کیفیت کو لہلہاتی ہوئی سرسبز و شاداب کھیتی سے تشبیہہ دی۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے آپ کے دستِ مبارک پر کی جانے والی بیعت کی عظمت و اہمیت بیان فرمائی اور پھر عہدِ بیعت کو پورا کرنے والوں کو اجرِ عظیم کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا

(الفتح آیت ۱۱)

وہ لوگ جو تیری بیعت کرتے ہیں وہ صرف اللہ کی بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے پس جو کوئی اس عہد کو توڑے گا اس کے توڑنے کا وبال اس کی جان پر پڑے گا اور جو کوئی اس عہد کو جو اس نے خدا سے کیا تھا پورا کرے گا۔ اللہ اس کو اس کا بہت بڑا اجر دے گا۔

پھر جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قدسی صفات و جاں نثار صحابہؓ نے اپنے عہدِ بیعت کو پورا کر کے ثابت کر دکھایا کہ ان کا ایمان اُن بیجوں کی طرح ہے جو اچھی اور زرخیز زمین میں بوئے جاتے اور خوب پھلتے پھولتے ہیں تو اللہ تعالےٰ نے انہیں لہلہاتی ہوئی سرسبز و شاداب کھیتی سے تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا:۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَ رِضْوَانًا سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِکَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔہٗ فَاٰزَرَہٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِہٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِھِمُ الْکُفَّارَ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْھُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا۔

(الفتح آیت ۳۰)

محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار کے خلاف بڑا جوش رکھتے ہیں لیکن آپس میں ایک دوسرے سے بہت ملاطفت کرنے والے ہیں۔ جب تو انہیں دیکھے گا انہیں شرک سے پاک اور اللہ کا مطیع پائے گا وہ اللہ کے فضل اور رضا کی جستجو میں رہتے ہیں ان کی شناخت ان کے چہروں پر سجدوں کے نشان کے ذریعہ موجود ہے یہ ان کی حالت تورات میں بیان ہوئی ہے اور انجیل میں ان کی حالت یوں بیان ہے کہ وہ ایک کھیتی کی طرح ہوں گے جس نے پہلے تو اپنی روئیدگی نکالی پھر اس کو آسمانی اور زمینی غذا کے ذریعہ سے مضبوط کیا۔ پھر وہ روئیدگی اور مضبوط ہو گئی پھر اپنی جڑ پر مضبوطی سے قائم ہو گئی یہاں تک کہ زمیندار کو پسند آنے لگ گئی اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ کفار ان کو دیکھ کر جلیں گے اللہ نے مومنوں اور ایمان کے مطابق عمل کرنے والوں سے یہ وعدہ کیا ہے کہ ان کو مغفرت اور بڑا اجر ملے گا۔

اس میں کیا شک ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قدسی صفات جاں نثار وفدا کار صحابہ کرامؓ کی ایمانی حالت ایک لہلہاتی ہوئی سرسبز و شاداب کھیتی کی طرح تھی جس کی جڑیں نہایت گہری اور مضبوط تھیں۔ انہوں نے حق کو دلی بصیرۃ کے ساتھ قبول کیا اور بڑے سے بڑے ابتلاء میں بھی ان کے پائے ثبات میں ذرا بھر بھی لغزش نہیں آئی۔ انہوں نے اس راہ میں بڑی بڑی مصیبتیں جھیلیں۔ تپتی ہوئی ریت پر انہیں گھسیٹا گیا۔ دہکتے ہوئے انگاروں پہ انہیں لٹایا گیا۔ عورتوں کو اونٹوں کے ساتھ باندھ کر اور ان اونٹوں کو مخالف سمتوں میں دوڑا کر نہایت بے دردی سے انہیں چیرا گیا۔ اتنی ہولناک اور لرزہ خیز آزمائشوں میں بھی وہ ثابت قدم نکلے، اپنے ایمان پر مضبوطی سے قائم رہے اور اس طرح اپنے عہد بیعت کو بڑی شان سے پورا کر دکھایا۔ پھر انہوں نے خدائی حکم کی تعمیل میں مکہ سے ہجرت کر کے دین کی خاطر اپنے وطن سے جدائی اور جائدادوں سے محرومی کی بھی کوئی پرواہ نہ کی اور دین کی راہ میں انہیں بھی قربان کر دکھایا۔ اسیطرح جب کفار نے اسلام کو بزور شمشیر مٹانا چاہا تو انہوں نے اپنا خون پانی کی طرح بہا کر اور اس راہ میں بے دریغ اپنی جانیں قربان کر کے اپنے حقیقی مومن ہونے کا ثبوت دیا۔ اُن کی ان قربانیوں کے نتیجہ میں ان کی کشتِ ایمان شاداب سے شاداب تر اور مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی گئی۔ اور ایک دنیا کو فیض پہنچانے اور اسے راہِ راست پر لانے کا موجب بنی۔

پھر انجیل کی یہ پیشگوئی وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ کے مطابق آخری زمانہ میں ایک دفعہ پھر بڑی شان کے ساتھ پوری ہونی مقدر تھی۔ چنانچہ سورۃ الفتح کی آیت ۳۰ جس میں تورات اور انجیل کی پیشگوئی کے بموجب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کو ایک سرسبز و شاداب کھیتی سے تشبیہہ دی گئی تھی حضرت مسیح موعود کو بھی الہام ہوئی اور اس کے عین مطابق آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کر کے جو خوش نصیب سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے آپ کی قوتِ قدسیہ کے طفیل وہ بھی تقویٰ و طہارت نیکی و پارسائی، ایثار و قربانی اور فدا کاری و جاں نثاری کے اُسی رنگ میں رنگین ہوتے چلے گئے جس رنگ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین رنگین تھے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی انجیل اور قرآن مجید کی تعلیم کی رو سے اپنے صحابہ پر بیعت کی اہمیت واضح کرتے ہوئے بعینہٖ یہی امر ان کے ذہن نشین کرایا کہ بیعت در اصل اعمال صالحہ کی تخم ریزی ہے جس طرح ایک کسان زمین میں بیج بونے کے بعد اس کی آبیاری کرتا اور اسے پروان چڑھانے کی جان توڑ کوشش میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتا اسیطرح تمہارا بھی فرض ہے کہ تم بیعت کی اصل حقیقت سے آگاہ ہو کر اعمالِ صالحہ کی اس تخم ریزی کی پوری محنت اور جانفشانی اور چوکسی اور مستعدی کے ساتھ آبیاری کرو تا اس تخم ریزی کا

کے نتیجہ میں اعمال صالحہ کی روئیدگی نمودار ہو اور وہ روئیدگی مضبوط ہو کر اپنی جڑوں پر اچھی طرح قائم ہو جائے اور ایک لہلہاتی ہوئی سرسبز و شاداب کھیتی کی شکل اختیار کرلے اور یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ کی مصداق قرار پائے اور تم اللہ تعالیٰ کی جناب میں مغفرت اور اجرِ عظیم کے مستحق ٹھہرو۔ چنانچہ ایک موقع پر آپؑ نے بیعت کنندگان کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

" آپ نے جو آج مجھ سے بیعت کی ہے یہ تخم ریزی کی طرح ہے۔ چاہیئے کہ آپ اکثر مجھ سے ملاقات کریں اور اس تعلق کو مضبوط کریں جو آج قائم ہوا ہے۔ جس شاخ کا تعلق درخت سے نہیں رہتا وہ آخر خشک ہو کر گر جاتی ہے۔ جو شخص زندہ ایمان رکھتا ہے وُہ دنیا کی پرواہ نہیں رکھتا۔ دنیا ہر طرح مل جاتی ہے۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والا ہی مبارک ہے لیکن جو دنیا کو دین پر مقدم رکھتا ہے وہ ایک مردار کی طرح ہے جو کبھی سچی نصرت کا منہ نہیں دیکھتا۔ یہ بیعت اُس وقت کام آسکتی ہے جب دین کو مقدم کر لیا جاوے اور اس میں ترقی کرنے کی کوشش ہو۔ بیعت ایک بیج ہے جو آج بو یا گیا۔ اب اگر کوئی کسان صرف زمین میں تخم ریزی پر ہی قناعت کرے اور پھل حاصل کرنے کے لئے جو جو فرائض ہیں ان میں سے کوئی ادا نہ کرے، نہ زمین کو درست کرے اور نہ آب پاشی کرے، اور نہ موقع بموقع مناسب کھاد زمین میں ڈالے، اور نہ کافی حفاظت کرے تو کیا وہ کسان کسی پھل کی امید کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اس کا کھیت بالضرور تباہ اور خراب ہوگا۔ کھیت اسی کا رہے گا جو پورا زمیندار بنے گا۔ سو ایک طرح کی تخم ریزی آپ نے بھی آج کی ہے۔ خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ کس کے مقدر میں کیا ہے۔ لیکن خوش قسمت وہ ہے جو اس تخم کو محفوظ رکھے اور اپنے طور پر ترقی کے لئے دعا کرتا رہے "

(ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۳۷، ۳۸)

اسیطرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک اور موقع پر بیعت کنندگان کو بیعت کی اصل حقیقت سے آگاہ کرتے ہوئے انہیں خبردار فرمایا کہ اگر وہ اعمال صالحہ کی اس تخم ریزی کے بعد جو انہوں نے بیعت کے ذریعہ کی ہے ایک محنتی اور فرض شناس زمیندار کی طرح اس کی آبیاری، حفاظت اور نشوونما کا اہتمام نہیں کریں گے تو شیطان کا شکار ہو کر وہ اس تخم ریزی کو ضائع کرنے والے ٹھہریں گے اور بجز خسارہ کے ان کے ہاتھ کچھ نہ آئے گا چنانچہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:۔

"میں ان لوگوں کے لئے جنہوں نے بیعت کی ہے چند نصیحت آمیز کلمات کہنا چاہتا ہوں یہ بیعت تخم ریزی ہے اعمال صالحہ کی۔ جس طرح کوئی باغبان درخت لگاتا ہے یا کسی چیز کا بیج بوتا ہے، پھر اگر کوئی شخص بیج بو کر یا درخت لگا کر وہیں اس کو ختم کر دے اور آئندہ آب پاشی اور حفاظت نہ کرے تو وہ تخم بھی ضائع ہو جاوے گا۔ اسیطرح انسان کے ساتھ شیطان لگا رہتا ہے۔ پس اگر انسان نیک عمل کر کے اس کے محفوظ رکھنے کی کوشش نہ کرے تو وہ عمل ضائع ہو جاتا ہے ۔۔۔۔ جس طرح وہ دانہ تخم ریزی کا، بدوں کوشش اور آب پاشی کے بے برکت رہتا بلکہ خود بھی فنا ہو جاتا ہے اسیطرح تم بھی اس اقرار کو ہر روز یاد نہ کرو گے اور دعائیں نہ مانگو گے کہ خدایا ہماری مدد کر تو فضلِ الٰہی وارد نہیں ہوگا۔ اور بغیر امدادِ الٰہی کے تبدیلی ناممکن ہے ۔۔۔۔ اسی لئے پنج وقتہ نماز میں سورہ فاتحہ کے پڑھنے کا حکم دیا۔ اس میں اِیَّاکَ نَعْبُدُ فرمایا اور پھر اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ یعنی عبادت بھی تیری ہی کرتے ہیں اور مدد بھی تجھ ہی سے چاہتے ہیں۔ اس میں دو باتوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے یعنی ہر نیک کام میں قوٰی تدابیر جدوجہد سے کام لیں۔ یہ اشارہ ہے نَعْبُدُ کی طرف۔ کیونکہ جو شخص نری دعا کرتا اور جدوجہد نہیں کرتا وہ بہرہ یاب نہیں ہوتا۔ جیسے کسان بیج بو کر اگر جدوجہد نہ کرے تو پھل کا امیدوار کیسے بن سکتا ہے اور یہ سنت اللہ ہے اگر بیج بو کر صرف دعا کرتے ہیں تو ضرور محروم رہیں گے۔ مثلاً دو کسان ہیں ایک تو سخت محنت اور مشقت سے کام کرتا ہے بہ نتوضرور زیادہ کامیاب ہوگا۔ دوسرا کسان محنت نہیں یا کم محنت کرتا ہے اس کی پیداوار ہمیشہ ناقص رہے گی جس سے وہ شاید سرکاری محصول بھی ادا نہ کر سکے وہ ہمیشہ مفلس رہے گا اسیطرح دین کے کام بھی ہیں۔ انہیں میں منافق، انہیں میں نکمے۔ انہیں میں صالح، انہیں میں ابدال غوث قطب بنتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے نزدیک درجہ پاتے ہیں۔" (ملفوظات جلد ہفتم ص۲۲۴ تا ۲۲۶)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد بھی اعمالِ صالحہ کی اس تخم ریزی کو نسلاً بعد نسلٍ جاری رکھنے کی غرض سے اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں اور بشارتوں کے بموجب سلسلۂ احمدیہ میں خلافت کا آسمانی نظام قائم فرمایا ہے تاکہ آنے والی نسلیں ہر زمانہ میں خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کے ذریعہ اپنے دلوں میں اعمال صالحہ کی تخم ریزی کرکے ان اعمال کی آبیاری اور حفاظت کرتی چلی جائیں اور تا ہر زمانہ میں ان اعمال کی سرسبز و شاداب کھیتی لہلہاتی رہے اور دنیا لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ کا نظارہ دیکھتی چلی جائے یہاں تک کہ اسلام پورے کرۂ ارض پر غالب آکر اسے روحانی لحاظ سے اتنا زرخیز بنا دے کہ ہر طرف اخلاق، روحانیت، محبتِ الٰہی اور تعلق باللہ کی سرسبز و شاداب کھیتیاں لہلہاتی نظر آنے لگیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد پہلے ہم نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستِ مبارک پر بیعت کرکے اعمال صالحہ کی از سرِ نو تخم ریزی کی پھر حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستِ مبارک پر اس تخم ریزی کی از سرِ نو تجدید ہوئی۔ جس کے نتیجہ میں آپ کے باون سالہ دورِ خلافت میں روحانیت کی لہلہاتی ہوئی سرسبز و شاداب کھیتیاں نمودار ہوئیں۔ اور يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ کی مصداق بنیں۔ اب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے دستِ مبارک پر بیعت کرکے ہم نے اور ہماری نئی نسلوں نے ایک بار پھر اعمال صالحہ کی تخم ریزی کی ہے۔ خدائی وعدوں اور بشارتوں کے عین مطابق اس نئی تخم ریزی کی سعادت سے بہرہ ور ہونے کے بعد ہمارا اوّلین فرض یہ ہے کہ ہم اپنے دلوں کی زمین میں (عدم معرفت و بصیرت اور شکوک و شبہات کے پتھر نکال کر اور دنیوی خواہشات اور آلائشوں کی جھاڑیاں صاف کرکے اس میں قلبہ رانی کریں اور اسے ایسا نرم اور زرخیز بنائیں کہ اعمال صالحہ کے تخم اس میں جڑ پکڑ سکیں اور پھر محنت اور جانفشانی سے ان کی اس رنگ میں آبیاری اور حفاظت کریں کہ ان سے ظاہر ہونے والی روئیدگی مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی جائے یہاں تک کہ اس کی سرسبزی و شادابی ہر کسی کو خوشنما نظر آنے لگے۔ ایک ایک دانہ سے اعمال صالحہ کی سینکڑوں بالیاں نکلیں، ہر بالی میں سینکڑوں ہی نہیں ہزاروں نئے دانے پیدا ہوں جو پھر آگے بڑھتے اور پھلتے پھولتے ہی چلے جائیں۔ دنیا اس سرسبز و شادابی کو دیکھ کر خوشی سے جھوم اٹھے اور بے اختیار اس کی طرف کھنچی چلی آئے اور اپنے دامن ہائے مراد بھر بھر کر روحانی سیری سے ہمکنار ہو۔

ہمیں یہ امر کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ اگر خدا نخواستہ ہم میں سے جن کے دلوں کی زمین پتھریلی ہے یا اس میں حبِ دنیا کی بدنما جھاڑیاں اگی ہوئی ہیں تو ایسے دلوں میں بیعت کے ذریعہ کی

جلنے والی تخم ریزی کوئی نتیجہ پیدا نہیں کر سکتی۔ اور اگر بحمد اللہ ہمارے دلوں کی زمین پہلے ہی سے نرم اور ہموار ہے تو بھی اس نئی تخم ریزی کے بعد جب تک ہم فرائض بجا لا کر پوری احتیاط اور محنت و جانفشانی سے اس کی آبیاری نہیں کریں گے اور نو نسل کی کھاد ڈال کر اس کی زرخیزی نہیں بڑھائیں گے اور اعمالِ صالحہ کی نمودار ہونے والی روئیدگی کی حفاظت میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھیں گے اس وقت تک وہ نتیجہ ظاہر نہیں ہوگا جو ہمارا ہی نہیں بلکہ ہمارے وسیلہ سے ایک دنیا کی کایا پلٹنے کا موجب بن سکے۔ اس لئے ضروری اور اشد ضروری ہے کہ ہم محض بیعت کر لینے کو کافی نہ سمجھیں بلکہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ محبت و عشق اور فدائیت کا تعلق پیدا کریں اور اس تعلقِ محبت و فدائیت کو مضبوط سے مضبوط تر بناتے چلے جائیں اور خدا تعالیٰ سے مسلسل دعائیں کرتے رہیں کہ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ خلافتِ ثالثہ کے نئے مبارک دور میں ہمیں اپنے قلوب کے اندر اعمالِ صالحہ کی نئی تخم ریزی اور اس کی آبیاری اور حفاظت کی عظمت و اہمیت کو سمجھنے اور اپنے اندر اس کا صحیح احساس پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم اپنے دلوں کی زمین میں ایسی قلبہ رانی کریں اور آبیاری اور حفاظت میں ایسی جانفشانی دکھائیں کہ اعمالِ صالحہ کی یہ نئی تخم ریزی سرسبز و شاداب اور لہلہاتی ہوئی کھیتی کی شکل اختیار کر کے ہمیں عند اللہ فائز المرام کر دے۔ ہم عند اللہ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ کے مصداق قرار پائیں اور مغفرت اور اجرِ عظیم کا قرآنی وعدہ ہمارے حق میں پورا ہو اور کبھی وہ وقت نہ آئے کہ ہماری غفلت اور شومیٔ قسمت کے نتیجہ میں ہمارے دلوں کی زمین سخت ہو کر خدا تعالیٰ کی نگاہ میں بنجر اور روحانی روئیدگی سے محروم قرار پائے۔ بخلاف اس کے ہمارے قلوب میں اعمالِ صالحہ کے پودے اس طرح جڑ پکڑیں کہ وہ مضبوط سے مضبوط تر اور شاداب سے شاداب تر ہوتے چلے جائیں۔ ابتلاؤں اور آزمائشوں کی تمازت انہیں کبھی جلا نہ سکے بلکہ یہ تمازت ان کی نشوونما کی موجب ہو اور وہ اس کے زیر اثر بڑھتے پھلتے اور پھولتے ہی چلے جائیں۔ آمین یا رب العالمین۔

(مسعود احمد دہلوی)

کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

سطحی نیکی اور راستبازی اختیار کرنیوالے ہر وقت خطرہ کی حالت میں ہوتے ہیں

شیطان ان کے دروازہ پہ کھڑا رہتا ہے اور موقع ملتے ہی اندر داخل ہو جاتا ہے

امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب "حقیقۃ الوحی" میں ان لوگوں کی حالت پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے جن کو بعض اوقات سچی خوابیں آتی ہیں یا سچے الہام ہوتے ہیں اور ان کو خدا تعالیٰ سے کچھ تعلق بھی ہوتا ہے لیکن کچھ بڑا تعلق نہیں ہوتا۔ اور نفسانی قالب ان کا شعلۂ نور سے جل کر نیست و نابود نہیں ہوتا اگرچہ کسی قدر اس کے نزدیک آ جاتا ہے۔ حضور علیہ السلام ایسے لوگوں اور ان کی خوابوں اور الہاموں کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"دنیا میں بعض ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں کہ وہ کسی حد تک زہد اور عفت کو اختیار کرتے ہیں اور علاوہ اس بات کے اُن میں رؤیا اور کشف کے حصول کے لئے ایک فطری استعداد ہوتی ہے اور دماغی بناوٹ اس قسم کی واقع ہوتی ہے کہ خواب و کشف کا کسی قدر نمونہ ان پر ظاہر ہو جاتا ہے۔ وہ اپنی اصلاح نفس کے لئے بھی کسی قدر کوشش کرتے ہیں اور ایک سطحی نیکی اور راستبازی ان میں پیدا ہو جاتی ہے جس کی آمد سے ایک محدود دائرہ تک رؤیاءِ صادقہ اور کشوفِ صحیحہ کے انوار ان میں پیدا ہو جاتے ہیں مگر تاریکی سے خالی نہیں ہوتے بلکہ ان کی بعض دعائیں بھی منظور ہو جاتی ہیں مگر عظیم الشان کاموں میں نہیں کیونکہ ان کی راستبازی کامل نہیں ہوتی بلکہ اس شفاف پانی کی طرح ہوتی ہے جو اوپر سے تو شفاف نظر آتا ہے مگر نیچے اس کے گوبر اور گند ہو اور چونکہ اس کا تزکیہ نفس پورا نہیں ہوتا اور ان کے صدق و وفا میں بہت کچھ نقصان ہوتا ہے اس لئے کسی ابتلا کے وقت وہ ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔ اور اگر خدا تعالیٰ کا رحم

ان کے شامل حال ہو جائے اور اس کی ستاری ان کا پردہ محفوظ رکھے تب تو بغیر کسی ٹھوکر کے دنیا سے گزر جاتے ہیں اور اگر کوئی ابتلاء پیش آجاوے تو اندیشہ ہوتا ہے کہ بلعم کی طرح ان کا انجام بد نہ ہو اور ملہم بننے کے بعد کتّے سے تشبیہ نہ دئیے جائیں کیونکہ ان کی علمی اور عملی اور ایمانی حالت کے نقصان کی وجہ سے شیطان ان کے دروازہ پر کھڑا رہتا ہے اور کسی ٹھوکر کھانے کے وقت فی الفور ان کے گھر میں داخل ہو جاتا ہے،

وہ دُور سے روشنی کو دیکھ لیتے ہیں مگر اُس روشنی کے اندر داخل نہیں ہوتے۔ اور نہ اس کی گرمی سے کافی حصہ ان کو ملتا ہے اس لئے ان کی حالت ایک خطرہ کی حالت ہوتی ہے۔ خدا نور ہے جیسا کہ اُس نے فرمایا۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ پس وہ شخص جو صرف اس نور کے لوازم کو دیکھتا ہے وہ اُس شخص کی مانند ہے جو دور سے ایک دھواں دیکھتا ہے مگر آگ کی روشنی نہیں دیکھتا اس لئے وہ روشنی کے فوائد سے محروم ہے اور نیز اس کی گرمی سے بھی جو بشریت کی آلودگی کو جلاتی ہے۔ پس وہ لوگ جو صرف منقولی یا معقولی دلائل یا ظنّی الہامات سے خدا تعالےٰ کے وجود پہ دلیل پکڑتے ہیں جیسے علماء ظاہری یا جیسے فلسفی لوگ، اور یا ایسے لوگ جو اپنے روحانی قوا سے جو استعداد کشوف اور رؤیا ہے خدا تعالےٰ کی ہستی کو مانتے ہیں مگر خدا کے قرب کی روشنی سے بے نصیب ہیں۔ وہ اس انسان کی مانند ہیں جو دور سے آگ کا دھواں دیکھتا ہے مگر آگ کی روشنی کو نہیں دیکھتا۔ اور صرف دھوئیں پر غور کرنے سے آگ کے وجود پر یقین کر لیتا ہے۔ ایسا شخص اس بصیرت سے محروم رہتا ہے جو بذریعہ روشنی حاصل ہوتی ہے۔

لیکن وہ شخص جو اس نور کی روشنی کو دور سے تو دیکھتا ہے مگر اس نور کے اندر داخل نہیں ہوتا اس شخص کی مثال یہ ہے کہ جیسے ایک شخص اندھیری رات میں آگ کی روشنی کو دیکھتا ہے اور اس کی رہنمائی سے راہ راست بھی پا لیتا ہے لیکن بوجہ دور ہونے کے اپنی سردی کو اس آگ سے دور نہیں کر سکتا اور نہ آگ اس کے نفسانی قالب کو جلا سکتی ہے ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ اگر ایک اندھیری رات میں اور سخت سردی کے وقت دور سے آگ کی روشنی نظر آجاوے تو صرف اس روشنی کا دیکھنا ہی ہلاکت سے نہیں بچا سکتا۔ بلکہ ہلاکت سے وہ بچے گا کہ ایسا آگ کے قریب چلا جاوے کہ جو کافی حد پہ اس کی سردی کو دُور کر سکے۔ لیکن جو شخص صرف دور سے اس نور کو دیکھتا ہے

اس کی یہی نشانی ہے کہ اگرچہ راہ راست کی بعض علامات اس میں پائی جاتی ہیں لیکن خاص فضل کی کوئی علامت اس میں پائی نہیں جاتی۔ اور اس کی قبض جو کمیٔ توکل اور نفسانی خواہشوں کی وجہ سے ہے دُور نہیں ہوتی اور اس کا نفسانی قالب جل کر خاک نہیں ہوتا کیونکہ شعلۂ نور سے بہت دور ہے۔ اور وہ رسولوں اور نبیوں کا کامل طور پر وارث نہیں ہوتا اور اس کی بعض اندرونی آلائشیں اس کے اندر مخفی ہوتی ہیں۔ اور اس کا تعلق جو خدا تعالےٰ سے ہے کدورت اور خامی سے خالی نہیں ہوتا کیونکہ وہ دور سے خدا تعالےٰ کو اپنی دھندلی نظر کے ساتھ دیکھتا ہے مگر اس کی گود میں نہیں ہے۔

ایسے آدمی جو نفسانی جذبات ان کے اندر ہیں بعض اوقات ان کے نفسانی جذبات ان کی خوابوں میں اپنا جوش اور طوفان دکھاتے ہیں۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ جوش ان کا خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے حالانکہ وہ جوش محض نفسِ امّارہ کی طرف سے ہوتا ہے مثلاً ایک شخص خواب میں کہتا ہے کہ فلاں شخص کی میں ہرگز اطاعت نہیں کروں گا میں اس سے بہتر ہوں، تو اس سے نتیجہ نکالتا ہے کہ درحقیقت وہ بہتر ہے حالانکہ نفس کے جوش سے وہ کلام ہوتا ہے۔ اسی طرح نفس کے جوش سے خواب میں اور کئی قسم کے کلام کرتا ہے اور جہالت سے سمجھتا ہے کہ گویا وہ کلام خدا کی مرضی کے موافق ہے اور ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور چونکہ اس نے خدا تعالےٰ کی طرف پوری حرکت نہیں کی اور اپنی تمام طاقت اور تمام صدق اور تمام وفاداری کے ساتھ اس کو اختیار نہیں کیا اس لئے خدا تعالےٰ کی طرف سے بھی پورے طور پر تجلّیٔ رحمت اس پر نہیں ہوتی۔ اور وہ اس بچہ کی طرح ہوتا ہے جس میں جان تو پڑ گئی ہے لیکن ابھی وہ مشیمہ سے باہر نہیں آسکا اور عالمِ روحانی کے کامل نظارہ سے ہنوز اس کی آنکھ بند ہے اور ہنوز اس نے اپنی ماں کے چہرہ کو بھی نہیں دیکھا جس کے رحم میں اس نے پرورش پائی۔ اور بقولِ مشہور کہ نیم ملّا خطرۂ ایمان وہ اپنی معرفتِ ناقصہ کی وجہ سے خطرہ کی حالت میں ہے۔

ہاں ایسے لوگوں کو بھی کسی قدر کچھ معارف اور حقائق معلوم ہو جاتے ہیں مگر اس دودھ

کی طرح جس میں کچھ پیشاب بھی پڑا ہو اور اُس پانی کی طرح جس میں کچھ نجاست بھی ہو۔ اور اس درجہ کا آدمی اگرچہ بہ نسبت درجہ اوّل کے اپنی خوابوں اور الہامات میں شیطانی دخل اور حدیث النفس سے کسی قدر محفوظ ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ اس کی فطرت میں ابھی شیطان کا حصہ باقی ہے اس لئے شیطانی القاء سے بچ نہیں سکتا۔ اور چونکہ نفس کے جذبات بھی دامنگیر ہیں اس لئے حدیث النفس سے بھی محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اصل بات یہ ہے کہ وحی اور الہام کا کمال صفائی۔ صفائی نفس پر موقوف ہے جن کے نفس میں ابھی کچھ گند باقی ہے ان کی وحی اور الہام میں بھی گند باقی ہے۔"

(حقیقۃ الوحی باب دوم صفحہ ۱۴۱)

❁

ایک ابتلاء اور آزمائش

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ھیں :-

"میں اس امر کا افسوس سے ذکر کرتا ہوں کہ بعض لوگ میں نے دیکھے ہیں جن کی زندگی کا بڑا مقصد یہی ہوتا ہے کہ انہیں خواب آجاتے ہیں یا آنے چاہئیں۔ وہ سارا زور اسی پر دیتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ ابتلا ہے جو لوگ اس وہم میں مبتلا ہیں وہ یاد رکھیں اس امر سے نجات وابستہ نہیں ہے۔ پھر یہ سوال نہیں ہوگا کہ تجھے کتنے خواب آئے تھے ...... پس تم ابتلاء میں مت پھنسو۔ خدا تعالیٰ سے اپنے تعلقات بڑھاؤ اور اس کو راضی کرو۔ اپنے اعمال میں ایک خوبصورتی پیدا کرو۔ انسان کو چاہیئے کہ اس امر کا مطالعہ کرے کہ کیا قرآن شریف کے موافق میں نے اپنے اعمال کو بنایا ہے؟ اگر یہ بات نہیں ہے تو خواہ اس کو ہزاروں خواب آئیں بے سود اور بے فائدہ ہیں۔"　(ملفوظات جلد ۹ ص ۱۲۶)

منظوم عربی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

فَلِجْ فِی سَمِّهَا وَدَعِ الْأَمَانِی

(تو سوئی کے ناکہ میں داخل ہو جا اور تمام نفسانی جذبات چھوڑ دے)

وَلَا تَعْجَبْ لِقَوْلِی وَادِّعَائِی　　　وَقَدْ عُلِّمْتُ مِنْ أَخْفَی الْمَعَانِی

اور میرے قول اور میرے دعوے سے تعجب مت کر اور مجھے بہت پوشیدہ معنے بتلائے گئے ہیں،

وَلِلرَّحْمَانِ فِی کَلِمٍ رُمُوْزٌ　　　وَکَمْ قَوْلٍ أَسَرَّ کَمِثْلِ کَانِی

اور خدا تعالیٰ اپنے کلمات میں کئی بھید رکھتا ہے اور کئی قول اس کے ایسے ہیں جیسے کوئی اشارہ کنایہ سے باتیں کرتا ہے

فَإِنْ تَبْغِ الدَّقَائِقَ مِثْلَ إِبْرٍ　　　فَلِجْ فِی سَمِّهَا وَدَعِ الْأَمَانِی

پس اگر تو ایسے باریک حقائق چاہتا ہے جیسے سوئیاں ہوں تو سوئی کے ناکہ میں داخل ہو جا اور تمام نفسانی خواہشات چھوڑ دے

وَإِنْ تَسْتَطْلِعَنْ أَنْبَاءَ مَوْتَی　　　فَمُتْ کَالْمُحْرَقِیْنَ وَکُنْ کَفَانِی

اگر تو چاہتا ہے کہ مردوں کی خبریں تجھے معلوم ہوں سو تو ان مردوں کی طرح مر جا جو جلائے گئے اور فانی کی طرح ہو جا

وَبَذْلُ الْجُهْدِ قَانُوْنٌ قَدِیْمٌ　　　مِنَ اللّٰهِ لِطَالِبِیْ قَضَاءِ مَانِی

اور کوشش کرنا ایک قانون قدیم ہے جو مقدر حقیقی نے ڈھونڈنے والوں کے لئے بنایا ہے

وَإِنِّیْ مُسْلِمٌ وَالسِّلْمُ دِیْنِی　　　فَلَا تُکْفِرْ وَخَفْ رَبَّ الزَّمَانِ

اور میں مسلمان ہوں اور اسلام میرا دین ہے سو تو کافر مت ٹھہرا اور خدا تعالیٰ سے خوف کر

وَآخِرُ کَلْمِنَا حَمْدٌ وَّشُکْرٌ　　　لِرَبٍّ مُحْسِنٍ ذِی الْاِمْتِنَانِ

اور ہمارا آخر کلام حمد اور شکر ہے اس محسن رب کے لئے جس کے احسان مجھ پر ہیں،

(نور الحق الحصۃ الاولیٰ)

منظوم فارسی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

آبِ حیاتِ لازوال!

نفسِ خود را بستۂ دنیا مدار اے ہوشمند ورنہ تلخی ہا بہ بینی وقتِ انفاسِ پسیں

اے عقلمند اپنے نفس کو دنیا کا قیدی مت بنا ورنہ مرنے کے وقت بہت سختیاں برداشت کرے گا

دل مدہ الا بدلدارے کہ حسنش دائم است تا ثمرِ دائمی یابی زِ خیر المحسنیں

اس محبوب کے سوا جس کا حسن لازوال ہے اور کسی کو دل نہ دے تاکہ تو دائمی خوشی خدائے محسن کی طرف سے حاصل کرلے

آں خردمندیکہ او دیوانۂ راہش بود ہوشیار است آنکہ مستِ روئے آں یارِ حسیں

وہ آدمی عقلمند ہے جو اس کی راہ کا دیوانہ ہے اور وہ شخص ہوشیار ہے جو اس حسین محبوب کے چہرہ کا گرویدہ ہے

ہست جامِ عشقِ او آبِ حیاتِ لازوال ہر کہ نوشیدست او ہرگز نمیرد بعد ازیں

اس کے عشق کا جام لازوال آبِ حیات ہے جس نے اسے پی لیا وہ پھر ہرگز نہیں مرے گا

اے برادر دل منہ در دولتِ دنیائے دوں زہرِ خونریز است در ہر قطرۂ ایں انگبیں

اے بھائی اس ذلیل دنیا کی دولت سے دل نہ لگا اس شہد کے ہر قطرہ میں زہرِ ہلاہل بھرا ہوا ہے

تا توانی جہد کن از بہرِ دیں باجان و دل تا زِ ربّ العرش یابی خلعتِ صد آفریں

جہاں تک تجھ سے ہو سکتا ہے اپنے بدن و مال کے ساتھ دین کے لئے کوشش کر تاکہ خداوندِ عرش کی طرف سے خوشنودی کا خلعت حاصل کرے

از عمل ثابت کن آں نورے کہ در ایمانِ تست دل چو دادی یوسفے را راہِ کنعاں را گزیں

اس نور کو جو تیرے ایمان میں ہے اپنے عمل سے ثابت کر جب تو نے یوسف کو دل دیا تو کنعان کا رستہ بھی اختیار کر

(فتح اسلام)

الٰہی جماعتوں کو پیش آنے والا ایک عظیم خطرہ!

(سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۲۳ راکتوبر ۶۶ء کو مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے گیارھویں سالانہ اجتماع میں جو معرکۃ الآراء تقریر ارشاد فرمائی اس میں حضور نے ان خطرات اور فتنوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے جو الٰہی جماعتوں کو پیش آتے ہیں۔ حضور نے اس ضمن میں ان خطرات سے بچنے اور محفوظ رہنے کے قرآنی طریق کو بھی نہایت پُر معارف انداز میں واضح فرمایا ہے۔ حضور کی اس معرکۃ الآراء تقریر کا ایک حصہ ذیل میں ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے:۔

"دوسرا خطرہ جو الٰہی جماعت کو پیش آتا ہے وہ یہ ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا کی کیفیت پیدا ہو جانے کے بعد بھی پاؤں پھسلنے کا امکان باقی رہتا ہے کیونکہ شیطان اپنے تمام وساوس کے ساتھ ایسے شخص پر حملہ آور ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ وہ اپنے مقام سے پھسل جائے۔ شیطان نے تو خدا تعالیٰ سے یہی کہا تھا کہ جو تیرے قریب آئے گا اس کو پرے ہٹانے کی اجازت دے دے اور اللہ تعالیٰ نے کہا تھا ٹھیک ہے تو اپنا زور لگا لے لیکن جو واقعہ میں میرے ہیں وہ تیرے کبھی نہیں ہوں گے۔ تیرے وہی ہوں گے جو حقیقۃً میرے نہیں بنتے ایک حد تک انہوں نے میرا قرب حاصل کیا لیکن وہ میرے کامل بندے نہیں بن سکے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

وَاتْلُ عَلَیْھِمْ نَبَاَ الَّذِیْٓ اٰتَیْنٰہُ اٰیٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْھَا فَاَتْبَعَہُ الشَّیْطٰنُ فَکَانَ مِنَ الْغٰوِیْنَ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰہُ بِھَا وَلٰکِنَّہٗٓ اَخْلَدَ اِلَی الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ ھَوٰىہُ (الاعراف آیات ۱۷۶-۱۷۷)

یعنی سننے والوں کو اس شخص کے حالات بھی پڑھ کر سناؤ جس کو ہم نے اپنے نشانات کا ایک خلعت عطا

کیا تھا۔ اس نے ہماری راہ میں مجاہدہ کیا اور ہم نے اپنے وعدہ کے مطابق اس مجاہدہ کا اسے انعام دیا اور ہم نے اس پر فرشتوں کا نزول کرنا شروع کر دیا۔ گو اللہ تعالیٰ علام الغیوب ہے اور وہ دلوں کو جانتا ہے لیکن چونکہ لوگوں کو غلطی لگنے کا امکان تھا ان کے پھسلنے کا امکان تھا اس لئے جب ظاہر بین نگاہ نے اس کو ربنا اللہ کہتے اور اپنے دعوے پر استقامت سے قائم ہوتے ہوئے دیکھا۔ اور خدا تعالیٰ کی راہ میں بظاہر قربانیاں کرتے ہوئے دیکھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا چلو اس سے باتیں کرو۔ لیکن چونکہ حقیقی عبودیت اور نیکی ایسے شخص کے دل میں پیدا نہیں ہوئی تھی اس لئے فَانْسَلَخَ مِنْهَا خدا تعالیٰ نے جو خلعت اس کو پہنایا تھا اس نے اس کی بجائے اور کپڑے پہننے چاہے تو اللہ تعالیٰ نے بھی اپنا انعام کو واپس لے لیا۔ اِنْسَلَخَ کے معنے ہیں کہ اِنْسَلَخَ مِنْ ثِيَابِهٖ تَجَرَّدَ اُس نے کپڑا اتار دیا اور ننگا ہو گیا۔ سو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَانْسَلَخَ مِنْهَا یعنی ہم نے اپنی آیات اور نشانات اور الہام اور کشوف اور رؤیا کے ذریعہ ایک خلعت اس کو عطا کیا تھا۔ مگر اس نے اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے لباس التقوٰی کو اتار کر لباس نمائش لباسِ فخر اور لباس تکبر پہننا چاہا۔ تو چونکہ لباس التقوٰی کے ہوتے ہوئے دوسرے لباس نہیں پہنے جا سکتے اس لئے اس نے خدا تعالیٰ کے عطا کردہ خلعت کو اتار دیا اور تکبر کا چولہ پہن لیا۔ نخوت کا چولہ اس نے اپنے اوپر ڈال لیا۔ جب اس کے دل کی یہ حالت ہوئی تب شیطان کو پتہ لگا کہ یہ تو نیک بندہ نہیں ہے پہلے تو ڈر کے مارے شیطان اس کے پاس نہیں جاتا تھا لیکن جب شیطان نے اس کی فَانْسَلَخَ مِنْهَا کی کیفیت دیکھی تو اس نے کہا اوہو! غلطی ہو گئی اس کو تو پہلے ہی شکار کر لینا چاہیئے تھا۔ تب شیطان نے کیا کیا؟ فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ شیطان نے اس کا پیچھا کرنا شروع کر دیا۔ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ اور اسے تباہی اور ہلاکت کے گڑھے میں اس نے جا پھینکا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا کہ اگر ہمیں یہ بات پسند ہوتی کہ ظاہری تقوٰی کافی ہے تو ہم ایسے لوگوں کا حقیقی روحانی رفع کر دیتے لیکن ہمیں یہ بات پسند نہیں ہے، ہمیں تو حقیقی نیکی حقیقی تقوٰی پسند ہے اس لئے ہم ایسے لوگوں کا رفع نہیں کیا کرتے۔ وَلٰكِنَّهٗ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ ایسے لوگ زمین کی طرف جھک جاتے ہیں اور نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں ایسے لوگوں کا جو نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں رفع روحانی نہیں ہوا کرتا۔

یہ اُن لوگوں کی مثال ہے جو ایک وقت تک ظاہری لحاظ سے نیکی اور تقوٰی کی راہوں

پر چلتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ دوسروں کو ابتلاء سے بچانے کی خاطر ان کی ظاہری نیکیوں کو دیکھتے ہوئے بھی باوجود اس کے کہ وہ ان کے حالات کو جانتا ہے ان کے ساتھ ایک حد تک فرشتوں کے ذریعہ محبت اور پیار کا سلوک بھی ظاہر کرتا ہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کے علم میں ہوتا ہے کہ ابدی تعلق اس شخص کا میرے ساتھ نہیں ہے اس لئے یہ میری ابدی رحمتوں کا وارث نہیں ہوگا۔ چنانچہ اس علم الغیب اور حقیقی علم کے نتیجہ میں دنیا پھر یہ نظارہ دیکھتی ہے کہ اس شخص نے روحانی جبّے کو اتارا اور دنیوی خوبصورت لباس کو پسند کیا تب وہ خدا تعالےٰ کے دروازہ سے دھتکارا گیا اور شیطان کی گود میں جا بیٹھا۔ پس یہ مقام خطرہ کا مقام ہے۔ خدا تعالےٰ کی ناراضگی اور اس کی لعنت اور اس کے قہر کا مورد ہو جانا کوئی ایسا انسان جس میں ذرہ بھر بھی عقل ہو ایک لحظہ کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ ظاہری نمود اور نمائش کی خاطر حقیقی خوشیوں کو چھوڑ دینا انتہائی بدبختی ہے۔

ایسے لوگ جن سے اللہ تعالےٰ محبت کا اظہار کرے جب تک انجام بخیر نہ ہو جائے ہر وقت خوف سے لرزتے رہتے ہیں کہ ہماری کسی کوتاہی یا غفلت یا شامتِ اعمال کے نتیجہ میں کہیں اللہ تعالےٰ کا غضب ہم پر نازل نہ ہو۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض حوالے آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں تا واضح ہو آپ نے ان چیزوں پر کس رنگ میں اور کتنی روشنی ڈالی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"چنانچہ بلعم کو الہام ہوتے تھے مگر اللہ تعالےٰ کے اس فرمان سے کہ لَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ ثابت ہوتا ہے کہ اس کا رفع نہیں ہوا تھا۔ یعنی اللہ تعالےٰ کے حضور میں وہ کوئی برگزیدہ اور پسندیدہ بندہ ابھی تک نہیں بنا تھا یہاں تک کہ وہ گر گیا۔ ان الہامات وغیرہ سے انسان کچھ بن نہیں سکتا۔ انسان خدا کا بن نہیں سکتا جب تک کہ ہزاروں موتیں اس پر نہ آویں اور بیضۂ بشریت سے وہ نکل نہ آئے۔"

(الحکم ۳۰ اپریل ۱۹۰۱ء بحوالہ ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۲۶۰)

میں سمجھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اردو ادب میں ایک نئے محاورہ "بیضۂ بشریت سے نکل آنا" کا اضافہ کیا ہے اور یہ بڑا ہی لطیف ہے حضرت مسیح موعود

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انسان کی بشریت کو ایک انڈے کے مشابہ قرار دیا ہے اور فنا فی اللہ کے مقام کو وہ مقام بتایا ہے جب انڈے میں سے بچہ باہر نکل آتا ہے پھر اس خول کے ساتھ اس کا کوئی تعلق باقی نہیں رہتا۔ وہ اس میں واپس جا ہی نہیں سکتا۔ پس جب تک انسان کی روحانیت اس مقام تک نہ پہنچ جائے کہ اس کا گند اور گناہ کی طرف ارتداد اور واپس لوٹ جانا عملاً ناممکن ہو جائے اس وقت تک وہ حقیقی معنی میں خدا تعالیٰ کے نزدیک برگزیدہ نہیں بنتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ الہام، رؤیا اور کشوف کوئی چیز نہیں۔ ان پر فخر اور ناز نہیں کرنا چاہیئے۔ حضور علیہ السلام نے یہاں یہ بتایا ہے کہ الہام وغیرہ سے یہ پتہ نہیں لگتا کہ انسان واقعہ میں خدا تعالیٰ کی نگاہ میں ایسا بن گیا ہے کہ اس کا انجام بخیر ہو۔ پس ایک عقلمند کے لئے ہر وقت مقام خوف ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر انسان کس طرح اس ابتلاء اور امتحان سے حفاظت اور کامیابی کے ساتھ نکل سکتا ہے۔ اس تعلق میں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دو اصولی باتیں بیان کی ہیں ایک یہ کہ اپنے آپ کو یا اپنوں کو کبھی بھی نیک نہ سمجھو اور نہ نیک قرار دو۔ جیسا کہ فرمایا لَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ ۔ اور دوسرے یہ کہ خواہ تم روحانیت میں کتنے ہی بلند مقام تک کیوں نہ پہنچ جاؤ ہمیشہ یہ سمجھو کہ روحانیت کی جو چادر ہمیں پہنائی گئی ہے۔ وہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی پہنائی گئی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل ایک لحظہ کے لئے بھی ہم سے جدا ہو جائے تو روحانیت کی یہ چادر بھی فوراً ہم سے جدا ہو جائے گی۔ تو ہر چیز مستعار ہے جب تک کہ انجام بخیر نہ ہو جائے اور انسان ابدی رحمتوں کے دروازہ میں داخل نہ ہو جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"کبھی یہ دعویٰ نہ کرو کہ میں پاک صاف ہوں جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے وَلَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ (ع۲) کہ تم اپنے آپ کو مزکّی مت کہو وہ خود جانتا ہے کہ تم میں سے متقی کون ہے جب انسان کے نفس کا تزکیہ ہو جاتا ہے تو خدا اس کا متولی اور متکفل ہو جاتا ہے اور جیسے ماں بچہ کو گود میں پرورش کرتی ہے اسی طرح وہ خدا کی گود میں پرورش پاتا ہے اور یہی حالت ہے کہ خدا کا نور اس کے دل پر گر کر کل دنیاوی اثر کو جلا دیتا ہے اور انسان ایک تبدیلی اپنے اندر محسوس کرتا ہے۔ لیکن ایسی حالت میں بھی اسے ہرگز مطمئن نہ ہونا چاہیئے کہ اب یہ طاقت مجھ میں مستقل طور پر پیدا ہو گئی ہے اور کبھی ضائع نہ ہو گی جیسے دیوار پہ دھوپ ہو تو اس کے معنی یہ ہرگز نہیں

ہوتے کہ یہ ہمیشہ ایسی ہی روشن رہے گی۔ اس پر لوگوں نے ایک مثال لکھی ہے کہ دیوار جب دھوپ سے روشن ہوئی تو اس نے آفتاب کو کہا کہ میں بھی تیری طرح روشن ہوں۔ آفتاب نے کہا کہ رات کو جب میں نہ ہوں گا تو پھر کہاں سے تو روشنی لے گی۔ اسی طرح انسان کو جو روشنی عطا ہوتی ہے وہ بھی مستقل نہیں ہوتی بلکہ عارضی ہوتی ہے۔ اور ہمیشہ اسے اپنے ساتھ رکھنے کے لئے استغفار کی ضرورت ہے۔ انبیاء جو استغفار کرتے ہیں اس کی بھی یہی وجہ ہوتی ہے کہ وہ ان باتوں سے آگاہ ہوتے ہیں اور ان کو خطرہ لگا رہتا ہے کہ نور کی جو چادر ہمیں عطا کی گئی ہے ایسا نہ ہو کہ وہ چھن جائے ۔۔۔ کوئی نبی جس قدر استغفار کرنے والا ثابت ہوگا اسی قدر اس کا درجہ اونچا اور بلند ہوگا۔ لیکن جس کو یہ حالت حاصل نہیں تو وہ خطرہ میں ہے اور ممکن ہے کہ کسی وقت اس سے وہ چادر حفاظت کی چھین لی جاوے کیونکہ نبیوں کو بھی وہ مستعار طور پر ملتی ہے اور وہ پھر استغفار کے ذریعہ سے دائمی طور پر رکھتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ اصل انوار تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں اور نبی ہو یا کوئی اور سب خدا سے انہیں حاصل کرتے ہیں۔"

(تقریروں کا مجموعہ صفحہ ۲، ۳)

اسیطرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"میرے نزدیک پاک ہونے کا یہ عمدہ طریق ہے اور ممکن نہیں کہ اس سے بہتر کوئی اور طریق مل سکے کہ انسان کسی قسم کا تکبر اور فخر نہ کرے نہ علمی نہ خاندانی نہ مالی۔ جب خدا تعالیٰ کسی کو آنکھ عطا کرتا ہے تو وہ دیکھ لیتا ہے تو وہ دیکھتا ہے کہ ہر ایک روشنی جو ان ظلمتوں سے نجات دے سکتی ہے وہ آسمان سے ہی آتی ہے اور انسان ہر وقت آسمانی روشنی کا محتاج ہے آنکھ بھی دیکھ نہیں سکتی جب تک سورج کی روشنی جو آسمان سے آتی ہے نہ آئے۔ اسیطرح باطنی روشنی جو ہر ایک قسم کی ظلمت کو دور کرتی ہے اور اس کی بجائے تقویٰ اور طہارت کا نور پیدا کرتی ہے آسمان ہی سے آتی ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہے کہ انسان کا تقویٰ ایمان۔ عبادت طہارت سب کچھ آسمان سے آتا ہے اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔ وہ چاہے تو اس کو قائم رکھے اور چاہے تو دور کر دے

پس سچی معرفت اسی کا نام ہے کہ انسان اپنے نفس کو مسلوب اور لاشئے محض سمجھے اور آستانۂ الوہیت پر گر کر انکسار اور عجز کے ساتھ خدا تعالےٰ کے فضل کو طلب کرے اور اس نورِ معرفت کو مانگے جو جذباتِ نفس کو جلا دیتا ہے اور اندر ایک روشنی اور نیکیوں کے لئے ایک قوت اور حرارت پیدا کرتا ہے۔ پھر اگر اس کے فضل سے اس کو حصہ مل جاوے اور کسی وقت اور کسی قسم کا بسط اور کشود حاصل ہو جاوے تو اس پر تکبر اور ناز نہ کرے بلکہ اس کی فروتنی اور انکسار میں اور بھی ترقی ہو۔

پس یہ سب باتیں بار بار اس لئے کہتا ہوں کہ خدا تعالےٰ نے جو اس جماعت کو بنانا چاہا ہے تو اس سے یہی غرض رکھی ہے کہ وہ حقیقی معرفت جو دنیا میں گم ہو چکی ہے اور وہ حقیقی تقویٰ و طہارت جو اس زمانہ میں پائی نہیں جاتی اسے دوبارہ قائم کرے۔"

(ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۲۷۶ تا ۲۷۸)

قرآن کریم کی اس آیت میں جس کو میں نے ابھی پڑھا ہے جس ابتلاء اور اللہ تعالےٰ کی جس ناراضگی کا بیان ہے اس سے بچنے کا طریق یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے لئے انسان اپنے نفس اور اپنے نفس کی تمام خواہشات اور ارادوں پر ایک موت وارد کرے اور عاجزانہ راہوں کو وہ اختیار کرے اور استغفار کے ذریعہ اپنے رب سے قوت حاصل کرے اور ہمیشہ یہ سوچتا ہے اور ہمیشہ اس بات پر قائم رہے کہ مجھے روحانی انوار میں سے جو بھی ملا ہے وہ میری کسی ذاتی خوبی کے نتیجہ میں نہیں ملا بلکہ محض اللہ تعالےٰ کے فضل کے نتیجہ میں وہ مجھے ملا ہے۔ اور دینے والے میں یہ طاقت بھی ہے کہ اگر میں اس کو ناراض کر دوں تو وہ ان انوار کو مجھ سے چھین بھی لے تو اللہ تعالےٰ کی پناہ میں اور استغفار کے ذریعہ ہمیں اپنی زندگیوں کے دن گزارنے چاہئیں۔ کہ جو ان حدود کو پھلانگتا ہے وہ اپنے لئے بڑے خطرات مول لیتا ہے۔"

(الفضل ۲۶ جنوری ۱۹۶۷ء جلسہ سالانہ نمبر)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

" نوافل صرف نماز سے ہی مختص نہیں بلکہ ہر ایک حسنات میں زیادتی کرنا نوافل ادا کرنا ہے۔" (ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۳۹)

"خدا تعالیٰ کی ستّاری کا شیوہ اختیار کرو"

(حضرت مسیح موعودؑ)

(مکرم پروفیسر شیخ محبوب عالم صاحب خالد ایم اے)

الٰہی سلسلوں کی اساس محبت پر ہوتی ہے۔ مختلف ملل اور اقوام کی سعید روحیں اپنے اعزہ اور اقارب کو خیر باد کہہ کر اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس کے ایک مامور کے ہاتھ پر جمع ہو جاتی ہیں۔ ان میں باہم ایک مضبوط رشتہ اخوت و محبت استوار ہو جاتا ہے اور وہ صحیح معنی میں ایک جماعت بن جاتے ہیں۔ اس باہمی رشتہ محبت و وداد کو قائم رکھنے اور اسے مضبوط تر کرنے کے لئے وہ ہر ممکن ذریعہ اختیار کرتے ہیں اور کبھی یہ بات گوارا نہیں کرتے کہ اس محبت و اخوت میں کوئی امر رخنہ انداز ہو جس سے ان کی یک جہتی متاثر ہو جائے۔ انسانوں میں فطرتی کمزوریاں تو ہوتی ہیں۔ مگر وہ اپنے بھائیوں کی عملی کمزوریوں کو دیکھتے ہوئے بھی اس امر سے بکلی پرہیز کرتے ہیں کہ ان کی کمزوری کا بر سرِ عام اعلان شروع کر دیں اور اس طرح افرادِ جماعت انشقاق اور اختلاف کا شکار ہو جائیں۔ باہم محبت و وداد کا رشتہ کمزور پڑ جائے اور وہ ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں۔ روحانی سلسلوں میں ایک دوسرے کے ساتھ معاملہ کرتے ہوئے عفو سے کام لینا اور چشم پوشی کرنا نہایت ضروری امر ہے کیونکہ اس کے بغیر جماعت کا شیرازہ قائم نہیں رہ سکتا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

فَطَوَّعَتْ لَهُ نَفْسُهُ قَتْلَ
أَخِيهِ فَقَتَلَهُ فَأَصْبَحَ
مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ فَبَعَثَ اللّٰهُ
غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْأَرْضِ
لِيُرِيَهُ كَيْفَ يُوَارِيْ

پھر اس بھائی کا دل (جس کی قربانی قبول نہ ہوئی تھی)، اپنے بھائی کے قتل کر دینے پر راضی ہو گیا اور اس نے اسے قتل کر دیا جس پر وہ نقصان اٹھانے والوں میں شامل ہو گیا تب اللہ نے ایک کوّے کو جو زمین کو کریدتا تھا اس لئے

سَوْءَةَ أَخِيهِ قَالَ يَا وَيْلَتَىٰ أَعَجَزْتُ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ هَٰذَا الْغُرَابِ فَأُوَارِيَ سَوْءَةَ أَخِي فَأَصْبَحَ مِنَ النَّادِمِينَ ۔

(سورہ المائدہ)

بھیجا کہ اسے بتائے کہ اپنے بھائی کی لاش کو کس طرح چھپائے اس نے کہا اے میری ہلاکت (علیہام) کیا مجھ سے اتنا بھی نہ ہو سکا کہ میں اس کوّے کی طرح ہو جاؤں اور اپنے بھائی کی لاش کو ڈھانپ دوں تب وہ پشیمانوں میں سے ہو گیا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دو بھائیوں کا ذکر فرمایا ہے جن میں سے ایک بھائی نے دوسرے بھائی کو قتل کر دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے وہاں ایک کوّا بھیجا جسے وہاں ایک اور کوّے کی لاش نظر آئی۔ اس نے اس لاش کا ننگا پڑا رہنا گوارا نہ کیا۔ بلکہ اپنے پنجوں اور چونچ سے زمین کو کرید کر اس پر مٹی ڈال دی تب اس بھائی کے دل میں ندامت پیدا ہوئی اور اس نے کہا کیا میں اس کوّے سے بھی گیا گزرا ہوں کہ اپنے بھائی کی لاش کو نہ ڈھانپوں! اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تمثیلی رنگ میں مسلمانوں کو ایک دوسرے کی پردہ پوشی کی طرف متوجہ کیا ہے کیونکہ دوسروں کی کمزوریوں کی پردہ دری ان میں انشقاق اور اختلاف اور فتنہ و فساد پیدا کر دیتی اور جماعت کا شیرازہ بکھیر دیتی ہے۔ اور انہیں یہ سبق دیا ہے کہ اپنے ذاتی مفاد کے لئے یا کسی کینہ بغض اور عداوت کی وجہ سے یا اپنی پاکیزگی اور بڑائی کے خیال سے اپنے بھائیوں کی کمزوریوں کو دیکھ کر ان میں کیڑے نکالنا نہ شروع کر دو۔ ورنہ یہ بات تمہارے اپنے سکون اور اتحاد و اتفاق کے لئے مہلک ثابت ہو گی۔

جماعت احمدیہ کی اساس بھی باہم اخوت و محبت پر ہے اس لئے افراد جماعت اپنے بھائیوں سے عفو اور پردہ پوشی سے کام لیتے ہیں۔ کیونکہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بات کی نشاندہی کرتے ہوئے کہ روحانی جماعتوں میں بعض لوگ بہت مخلص ہوتے ہیں مگر بعض لوگوں میں کچھ کمزوریاں رہ جاتی ہیں جو فطری امر ہے — فرماتے ہیں:۔

"اصل بات یہ ہے کہ اندرونی طور پر ساری جماعت ایک درجہ پر نہیں ہوتی۔ کیا ساری گندم تخم ریزی سے ایک ہی طرح نکل آتی ہے اہنٹ سے دلنے ایسے ہوتے ہیں کہ وہ ضائع ہو جاتے ہیں اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو چڑیاں کھا جاتی ہیں بعض کسی اور طرح قابل تخم نہیں رہتے۔ غرض ان میں سے جو ہونہار ہوتے ہیں ان کو کوئی ضائع نہیں کر سکتا۔ خدا تعالیٰ کے لئے جو جماعت تیار ہوتی ہے وہ بھی کھیتی کی طرح ہوتی ہے اسی لئے اس کا اصول یہ اس کی ترقی ضروری رہا ہے پس یہ دستور ہونا چاہیئے کہ کمزور بھائیوں کی مدد کی جائے اور ان کو طاقت دی جائے یہ کس قدر نامناسب

بات ہے کہ دو بھائی ہیں ایک تیرنا جانتا ہے اور دوسرا نہیں تو کیا پہلے کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ اس کو ڈوبنے سے بچاوے یا اس کو ڈوبنے دے؟ اس کا فرض ہے کہ اس کو غرق ہونے سے بچائے اسی لئے قرآن شریف میں آیا ہے تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى کمزور بھائیوں کا بوجھ اٹھاؤ عملی ایمانی اور مالی کمزوریوں میں بھی شریک ہو جاؤ۔ بدنی کمزوریوں کا بھی علاج کرو۔ کوئی جماعت جماعت نہیں ہو سکتی جب تک کمزوروں کو طاقت والے سہارا نہیں دیتے۔ اور اس کی یہی صورت ہے کہ ان کی پردہ پوشی کی جائے صحابہؓ کرام کو یہی تعلیم ہوئی کہ نئے مسلموں کی کمزوریاں دیکھ کر نہ چڑو کیونکہ تم بھی ایسے ہی کمزور تھے اسی طرح یہ ضروری ہے کہ بڑا چھوٹے کی خدمت کرے اور محبت و ملائمت کے ساتھ برتاؤ کرے۔ دیکھو وہ جماعت جماعت نہیں ہو سکتی جو ایک دوسرے کو کھائے اور جب چار مل کر بیٹھیں تو اپنے غریب بھائی کا گلہ کریں اور نکتہ چینیاں کرتے رہیں اور کمزوروں اور غریبوں کی حقارت کریں اور ان کو حقارت اور نفرت سے دیکھیں ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیئے بلکہ اجماع میں چاہیئے کہ قوت آجائے اور وحدت پیدا ہو جائے جس سے محبت آتی ہے اور برکات پیدا ہوتے ہیں میں دیکھتا ہوں کہ ذرا ذرا سی بات پر اختلاف ہو جاتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مخالف لوگ جو ہماری ذرا ذرا سی بات پر نظر رکھتے ہیں معمولی باتوں کو اخباروں میں بہت بڑی بنا کر پیش کر دیتے ہیں اور خلق کو گمراہ کرتے ہیں۔ لیکن اگر اندرونی کمزوریاں نہ ہوں تو کیوں کسی کو جرأت ہو کہ اس قسم کے مضامین شائع کرے اور ایسی خبروں کی اشاعت سے لوگوں کو دھوکہ دے۔ کیوں نہیں کیا جاتا کہ اخلاقی قوتوں کو وسیع کیا جاوے، اور یہ تب ہوتا ہے کہ جب ہمدردی محبت اور عفو اور کرم کو عام کیا جاوے اور تمام عادتوں پر رحم۔ ہمدردی اور پردہ پوشی کو مقدم کر لیا جاوے۔ ذرا ذرا سی بات پر ایسی سخت گرفتیں نہیں ہونی چاہئیں۔ جو دل شکنی اور رنج کا موجب ہوتی ہیں"

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۳۴۷، ۳۴۸)

جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے حضور علیہ السلام کے ان ارشادات عالیہ کو ہمیشہ مدنظر رکھتی ہے ان پر عمل پیرا ہونے کے لئے ہمیشہ ساعی رہتی ہے۔ کمزوروں کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھانے یا ان کمزوریوں کی وجہ سے ان سے حقارت کا سلوک کرنے یا ان پر نکتہ چینی کرنے کی بجائے افراد جماعت باہم ہمدردی محبت، عفو سے کام لیتے ہوئے پردہ پوشی سے کام لیتے ہیں اور ذرا ذرا سی بات اور چھوٹی چھوٹی کمزوریوں

پر ان سے گرفت نہیں کرتے۔ اور جب وہ اپنے کسی بھائی میں کوئی کمی کمزوری یا خامی دیکھتے ہیں تو وہ اس عیب کمزوری، کمی اور خامی کی اشاعت نہیں کرتے کیونکہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ:-

"قرآن کریم کی تعلیم ہرگز نہیں کہ عیب دیکھ کر اسے پھیلاؤ اور دوسروں سے تذکرہ کرتے پھرو" (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۲۹)

نیز یہ کہ:-

"خدا تعالیٰ کی ستاری کا شیوہ اختیار کرو" (الحکم ۱۷ جنوری ۱۹۰۰ء)

اپنے بھائی کی کمزوری کو دیکھ کر کڑھتے ہیں ان کے دل میں اس کے لئے درد پیدا ہوتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد کی تعمیل میں کہ

"پس چاہیئے کہ جسے کمزور پائے اسے خفیہ نصیحت کرے اگر نہ ماننے تو اس کے لئے دعا کرے" (جلد ۷ صفحہ ۸۷)

وہ اللہ تعالیٰ کے حضور اس کے لئے دعائیں کرتے ہیں فالحمد للہ علی ذالک۔ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو ہمدردی، غمگساری، دلسوزی پردہ پوشی کے اس بلند معیار پر ہمیشہ قائم رکھے اور افراد جماعت کے مابین محبت اخوت کا مضبوط رشتہ ہمیشہ استوار رکھے۔ آمین۔

انبیاء کا ایک خاص وصف!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"انبیاء میں بہت سے ہنر ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک ہنر سلب خودی کا ہوتا ہے۔ ان میں خودی نہیں رہتی وہ اپنے نفس پر ایک موت وارد کر لیتے ہیں۔ کبریائی خدا کے واسطے ہے جو لوگ تکبر نہیں کرتے اور انکسار سے کام لیتے ہیں وہ ضائع نہیں ہوتے" (ملفوظات جلد ۹ ص ۲۸۱)

غلبۂ اسلام کے خدائی وعدے اور ہمارا ایک اہم فرض!

اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ اور متضرعانہ دعاؤں کی تحریک!

(مکرم مولوی عبدالمالک خان صاحب مربی سلسلہ مقیم کراچی)

جماعت احمدیہ کے قیام کی اصل غرض اعلائے کلمۂ اسلام اور اشاعت نور حضرت خیر الانام صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ اس راہ میں جو روکیں پیدا ہوں انہیں دور کریں اور دنیا میں اسلام کی ترقی اور سربلندی کے لئے جدوجہد کرتے چلے جائیں اور اپنی ان کوششوں کو اس حد تک بڑھائیں اور جاری رکھیں کہ بالآخر دنیا میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی بشارت کے مطابق ہر طرف اسلام ہی اسلام نظر آنے لگے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے الہامات میں یہ امر بالصراحت موجود ہے کہ احمدیت جو حقیقی اسلام ہی کا دوسرا نام ہے تین سو سال کے اندر اندر ایسے مقام پر پہنچ جائے گی کہ دنیا میں ہر طرف اس کا ہی غلبہ ہوگا۔ یہ خدائی فیصلہ اور اس کی اٹل تقدیر ہے جو بہر حال پوری ہو کر رہے گی۔ دنیا کی کوئی طاقت اسے بدل نہیں سکتی۔ اگر کسی فرد جماعت کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمارا اس طور پر کامیاب ہونا ممکن نہیں تو یقیناً وہ احمدی نہیں۔ پس سوال فتح یاب ہونے اور غالب آنے کا نہیں کیونکہ فتح تو بہر حال یقینی ہے۔ ہاں سوال یہ ہے کہ ہم میں سے ہر شخص اس بات کا آرزومند ہے کہ اسلام اور احمدیت کو خدائی فیصلہ کے بموجب جو فتح عظیم حاصل ہونے والی ہے وہ جلد تر ہو جائے۔

یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے! اس کا جواب یہ ہے کہ ہماری یہ آرزو اسی صورت میں پوری ہو سکتی ہے کہ ہم اپنی کوششوں اور اخلاص و قربانی کو اس معیار تک پہنچائیں کہ جو ہمیشہ انبیاء علیہم السلام کی جماعتوں کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔ اور پھر اپنی ان کوششوں اور قربانیوں کو کوئی چیز نہ سمجھیں بلکہ ہر آن اپنے مولیٰ کے حضور جھکے رہیں۔ اور اس سے اس کی غیر معمولی تائید و نصرت طلب کرتے رہیں۔ ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم دلی بے چینی اور کرب و اضطراب کے ساتھ گڑگڑا گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں کریں کہ الٰہی ہم کمزور ہیں ناتوان ہیں یہ کفر کے پہاڑ تیرے فضلوں کے بغیر سر نہ ہوں گے۔ ہماری یہ متضرعانہ دعائیں اسلام کی فتح اور غلبہ کے دن کو قریب لے آئیں گی کیونکہ خدا تعالیٰ کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ مضطر کی دعاؤں کو سنتا اور قبول کرتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ (النمل آیت ۶۳) پھر اللہ تعالیٰ نے صاف اور واضح الفاظ میں مومنوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (المومن آیت ۶۱) تم مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔ پس دعا ہی وہ شے ہے جو غیر ممکن کو بھی ممکن میں بدل دیتی ہے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :-

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے ؎ اے مرے فلسفیو زورِ دعا دیکھو تو

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن مجید میں بار بار دعا کی ترغیب دی ہے بلکہ غلبہ اسلام کے لئے خود ہمیں ایک عظیم الشان دعا سکھائی ہے اور وہ ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

" ہمیں کہا گیا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کیا کریں کہ اے خدا! ہم کو سیدھے راستہ پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ اب نماز میں دعا مانگنے والا شخص تو ایک ہوتا ہے لیکن وہ (اس دعا میں) بار بار ہم کا لفظ استعمال کرتا ہے . . . . ہمیں غور کرنا چاہیئے کہ اس سے کیا مراد ہے اور کیوں ہمیں بار بار "ہم" کا لفظ استعمال کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اگر ہم سوچیں تو ہمیں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ یا تو اس سے ساری دنیا کے لوگ مراد ہیں یا سارے مسلمان مراد ہیں یا سارے شہر والے مراد ہیں . . .

بہر حال ایک شخص نماز میں "ہم" کا لفظ استعمال کرے تو ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ اپنی دعا میں اُن لوگوں کو بھی شریک کرتا ہے جو اس کی اپنی ذات سے علاوہ ہیں۔ وہ نماز میں بڑے زور اور درد سے دعا کر رہا ہوتا ہے " الٰہی ہماری مدد کر، الٰہی ہمیں سیدھا راستہ دکھا" جو شخص اپنے

ہمسائیوں اور اپنے شہر والوں کے لئے اس طرح دعائیں کرے گا ضرور ہے کہ اس کی یہ دعائیں کسی دن قبول ہوں اور ان کو ہدایت میسر آجائے۔ آخر ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ یہ دعا کبھی قبول نہیں ہو سکتی۔ اگر اس دعا نے قبول نہیں ہونا تھا تو اللہ تعالےٰ نے ہمیں یہ سکھائی کیوں۔ اس کا سکھانا بتاتا ہے کہ یہ دعا قبول ہونے والی ہے۔ اور جب یہ دعا قبول ہونے والی ہے تو ضرور ہے کہ اس دعا کے نتیجہ میں کسی کو ہدایت میسر آجائے۔

اگر آج ساٹھ کروڑ مسلمان سچے دل سے نمازیں پڑھنے لگ جائیں اور ایک شخص کی دعا سے ایک شخص کو ہی ہدایت میسر آجائے تب بھی ساٹھ کروڑ مسلمان اس دعا کی برکت سے ایک ارب بیس کروڑ بن جاتے ہیں اور اسلام کے غلبہ اور اس کی شوکت میں کوئی کسر باقی نہیں رہتی۔ اس موقع پر بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ ہم تو نماز دل میں دعائیں مانگتے ہیں مگر ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ دعا کا قصور نہیں دعا مانگنے والے کا قصور ہے . . . ان کے دلوں میں دعاؤں کی قبولیت کا کوئی یقین نہیں ہوتا تو اللہ تعالےٰ ان کی دعاؤں کو قبول کیوں کرے۔ اس کے مقابلہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ نے بھی یہی کہا تھا کہ الٰہی ہمیں سیدھا رستہ دکھا مگر اس کے نتیجہ میں سارا عرب مسلمان ہو گیا، سارا شام مسلمان ہو گیا، سارا فلسطین مسلمان ہو گیا سارا مصر مسلمان ہو گیا، سارا ایران مسلمان ہو گیا۔ آخر فلسطین اور شام اور مصر اور ایران اور عراق کے لوگوں کو اس زمانہ کے لوگوں سے کوئی علیحدہ دماغ تو نہیں ملا ہوا تھا۔ جو بدیاں آج یورپ اور امریکہ میں پائی جاتی ہیں وہی ان لوگوں میں پائی جاتی تھیں۔ پھر ان لوگوں کو کیوں ہدایت ملی! اس لئے کہ اس زمانہ میں مسلمان نمازیں پڑھتے تھے تو وہ یقین رکھتے تھے کہ خدا تعالےٰ ہماری دعاؤں کو سننے والا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ دل میں درد اُسی وقت پیدا ہوتا ہے جب کہ انسان کو خدا تعالےٰ کی ذات پر یقین کامل ہوتا ہے۔" (

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے ہمارے لئے نمونہ ٹھہرایا ہے اور چشم بصیرت رکھنے والوں کے لئے بدر کا میدان شاہد ہے کہ اُس موقع پر نصرت الٰہی مختلف طریقوں سے ظاہر ہو رہی تھی۔ اسلام کی فتح کے وعدے موجود تھے۔ پھر بھی ہمارے پیارے آقا کا عمل یہی تھا کہ بے تاب ہو کر اللہ تعالےٰ کے حضور میں جھک گئے اور عرض کیا کہ

اَللّٰھُمَّ اِنْ اَھْلَکْتَ ھٰذِہِ الْعِصَابَۃَ فَلَنْ تُعْبَدَ اَبَدًا

یعنی اے میرے خدا میں تجھے تیرے وعدے یاد دلاتا ہوں۔ اے میرے رب! اگر آج تو نے مسلمانوں

کی تباہی چاہتا ہے تو آج کے بعد تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ رہے گا۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! بس کیجئے۔ آپ نے اپنے رب سے دعا کرنے میں حد کر دی۔

دراصل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ دعائیں ہی تھیں جنہوں نے عرشِ الٰہی کو ہلا دیا اور خدائی تائید و نصرت کے ماتحت اسلام اطرافِ عالم میں پھیلتا چلا گیا۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے:۔

"وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مُردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہو گئے اور دنیا میں ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا —— کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس امی بے کس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں" (برکات الدعاء)

اسی حقیقت کو واضح کرتے ہوئے حضور علیہ السلام ایک اور جگہ فرماتے ہیں:۔

"آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے دلوں میں وہ جوش عشق الٰہی پیدا ہوا . . . . . کہ انہوں نے خدا کی راہ میں بھیڑ دل اور بکریوں کی طرح سر کٹائے . . . . . اور جو لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہوئے اس کا سبب تلوار نہیں تھی بلکہ وہ اس تیرہ سال کی آہ و زاری اور تضرّع اور دعا کا اثر تھا جو مکّہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کرتے رہے اور مکّہ کی زمین بول اٹھی کہ میں اس مبارک قدم کے نیچے ہوں جس کے دل نے اس قدر توحید کا شور ڈالا جو آسمان اسکی آہ و زاری سے بھر گیا۔ خدا بے نیاز ہے اس کو کسی ہدایت یا ضلالت کی پرواہ نہیں پس یہ نور ہدایت جو خارق عادت

طور پر عرب کے جزیرہ میں ظہور میں آیا اور پھر دنیا میں پھیل گیا یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دلی سوزش کی تاثیر تھی۔ ہر ایک قوم توحید سے دُور اور مہجور ہو گئی مگر اسلام میں چشمۂ توحید جاری رہا۔ یہ تمام برکتیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کا نتیجہ تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ۔ یعنی کیا تو اس غم میں اپنے تئیں ہلاک کر دے گا جو یہ لوگ ایمان نہیں لاتے " (حقیقۃ الوحی حاشیہ صفحہ ۹۸ تا ۱۰۰)

غلبہ اسلام کے ضمن میں متضرعانہ اور مضطربانہ دعاؤں کی اہمیت کے پیش نظر ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت کو یہ وصیت فرمائی کہ وہ غلبۂ اسلام کے لئے دعاؤں میں مصروف ہو جائیں چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں :-

" خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں۔ کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالےٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے " (الوصیت صفحہ ۱۱)

نیز حضور فتح اور غلبہ کی راہ کو واضح کرتے ہوئے نصیحت کے رنگ میں ایک اور جگہ فرماتے ہیں :-

" سُن رکھو کہ تمہارے فتح مند اور غالب ہو جانے کی یہ راہ نہیں کہ تم اپنی خشک منطق سے کام لو یا تمسخر کے مقابل پر تمسخر کی باتیں کرو یا گالی کے مقابل پر گالی دو کیونکہ اگر تم نے یہ راہیں اختیار کیں تو تمہارے دل سخت ہو جائیں گے ..... تم ایسا نہ کرو .... نماز میں بہت دعا کرو اور رونا اور گڑگڑانا اپنی عادت کر لو تا تم پر رحم کیا جائے " (ازالہ اوہام صفحہ ۳۳۵ تا ۳۳۷)

پھر ایک اور جگہ حضور غلبہ اسلام کے ضمن میں دعا کی اہمیت واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

" دُعا میں اللہ تعالےٰ نے بڑی قوت رکھی ہے۔ خدا نے مجھے بار بار بذریعہ الہام

یہی فرمایا ہے کہ جو کچھ ہوگا دعا ہی کے ذریعہ ہوگا ہمارا ہتھیار تو دعا ہی ہے

اس کے سوا کوئی ہتھیار ہمارے پاس نہیں۔ جو کچھ ہم پوشیدہ مانگتے ہیں خدا اس کو ظاہر کر کے دکھا دیتا ہے۔ مگر اکثر لوگ دعا کی فلاسفی سے ناواقف ہیں، اور نہیں جانتے کہ دعا کے ٹھیک ٹھکانے پر پہنچنے کے واسطے کس قدر توجہ اور محنت درکار ہے۔ دراصل دعا کرنا ایک قسم کی موت کا اختیار کرنا ہے " (ملفوظات)

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ سیدنا حضرت المصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدائی منشاء کے تحت اسلام کو دنیا میں غالب کرنے کی غرض سے جب تحریک جدید کے مطالبات جماعت کے سامنے رکھے تو ایک مطالبہ دُعا کا بھی ان میں شامل فرمایا اور اس کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:۔

" دنیوی سامان خواہ کس قدر کئے جاویں آخر دنیوی سامان ہیں اور ہماری ترقی کا انحصار ان پر نہیں بلکہ ہماری ترقی خدائی سامان کے ذریعہ ہوگی۔ احباب خاص طور پر دعا کریں کہ جو لوگ کام کر رہے ہیں خدا تعالیٰ انہیں کام کرنے کی توفیق دے اور ان کے کاموں میں برکت دے ہماری فتح ظاہری سامانوں سے نہیں بلکہ باطنی سامانوں سے ہوگی۔ اگر ہمارے دلوں میں حقیقی ایمان پیدا ہو جائے اور ہم صرف خدا کے ہو جائیں تو ساری دنیا کو فتح کر لینا کچھ مشکل نہیں "

پھر اِسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ کی تفسیر کرتے ہوئے حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احباب جماعت کو اسی حقیقت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:۔

" تم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو اور دعاؤں سے اس کی مدد چاہو۔ جب تک تم خدا تعالیٰ پر توکل نہیں کرو گے اور اس سے دعائیں کرنا معمول نہیں بناؤ گے اس وقت تک تمہیں فتح حاصل نہ ہوگی " (تفسیر سورہ بقرہ)

غلبۂ اسلام کی یہی وہ حقیقی راہ ہے جس کی طرف سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہمیں بار بار توجہ دلا رہے ہیں۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ نے یکم اپریل ۶۶ء کو خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا:۔

" ہمارے لئے یہ ضروری ہے کہ ہر وقت اور ہر آن اپنے رب کے حضور یہ

دعائیں کرتے رہیں کہ اے خدا تُو نے ہمیں تدبیریں میّسر نہیں کیں لیکن تُو نے ہمیں گداز دل عطا کئے ہیں۔ منکسر مزاج دیئے ہیں۔ ہم تیرے حضور جھکتے ہیں تو ہم پر فضل کر، تو ہم پر رحمت کی نگاہ کر اور اس مقصد کے حصول کے سامان جلد پیدا کر دے۔ جس مقصد کے لئے تُو نے ہماری جماعت کو پیدا کیا ہے۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جنہیں اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اسلام کو غالب کرنے کی غرض سے ہی مبعوث کیا تھا نہ صرف یہ کہ احباب پر غلبۂ اسلام کے ضمن میں دعاؤں کی اہمیت واضح کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی بلکہ آپ نے غلبۂ اسلام کے لئے اس کثرت اور اس درد و سوز کے ساتھ دعائیں کیں کہ آپ مجسّم دعا بنے ہوئے تھے۔ دن اور رات کا ہر ہر لمحہ آپ کا دعاؤں ہی میں گزرتا تھا۔ حضورؑ نے اپنے عمل سے اپنے متبعین پر واضح فرمایا کہ آج اسلام کے احیاء اور اس کے غلبہ کے لئے کس قدر درد و سوز اور دلی تڑپ سے دعائیں کرنے کی ضرورت ہے حضور غلبۂ اسلام کے لئے دعائیں کرنے میں اپنی کیفیت کا اظہار کرتے ہوئے ایک فارسی شعر میں فرماتے ہیں:۔

ہر کسے اندر نماز خود دعائے می کند ؎ من دعا ہائے بر و بارِ تو اے باغ و بہار

یعنی اے میرے باغ و بہار! ہر شخص اپنی نماز میں اپنے لئے دعا کرتا ہے لیکن میں تو تیرے ہی بارگ و بار ہونے کے لئے دعا کرتا ہوں۔

اسیطرح اسلام کی مظلومیت کا ذکر کرتے اور یہ واضح کرتے ہوئے کہ آج اسلام کی یہ حالت ہماری روز و شب دعاؤں کی محتاج ہے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

بیکسے شد دینِ احمد ہیچ خویش و یار نیست
ہر کسے در کارِ خود با دینِ احمد کار نیست

اے مسلمانان خدارا ایک نظر بر حالِ دیں
آنچہ مے بینم بلاہا حاجتِ اظہار نیست

خونِ دیں بینم رواں چوں کشتگانِ کربلا
اے عجب ایں مردماں را ہیچ آں دلدار نیست

اندریں وقتِ مصیبت چارۂ ما بیکساں
جز دعائے بامداد و گریۂ اسحار نیست

(یعنی احمد کا دین بے یار و مددگار ہو گیا کوئی اس کا عزیز اور دوست نہیں ہر شخص اپنے اپنے کام میں مصروف ہے اور اسے احمد کے دین سے کچھ واسطہ نہیں۔ اے مسلمانو! خدا کے لئے دین کی طرف ایک نظر تو دیکھ لو میں جو بلائیں دیکھ رہا ہوں ان کے اظہار کی حاجت نہیں کشتگانِ کربلا کی طرح میں دین کا خون بہتا ہوا دیکھتا ہوں مگر تعجب ہے ان لوگوں کو اس دلدار سے کچھ بھی محبت نہیں۔ اس مصیبت کے وقت ہم غریبوں کا علاج

سوائے صبح کی دعا اور سحری کے رونے کے اور کچھ نہیں)

پھر ایک اور مقام پر اسلام کی حالتِ زار کا نقشہ کھینچ کر حضورؑ بے اختیار اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتے ہیں :-

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواجِ یزید ۔۔۔ دینِ حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

این دو فکرِ دین احمد مغزِ جانِ ما گداخت ۔۔۔ کثرتِ اعداءِ ملت قلتِ انصارِ دین،

اے خداوند آ و برما آب نصرت ہا ببار ۔۔۔ یا مرا بردار یارب زین مقامِ آتشیں

(یعنی افواجِ یزید کی مانند ہر طرف کفر جوش میں ہے اور دینِ حق زین العابدین کی طرح بیمار و بیکس ہے دینِ احمد کے متعلق ان دو فکروں نے میری جان کا مغز گھلا دیا ایک اعدائے ملت کی کثرت نے اور دوسرے انصارِ دین کی قلت نے۔ اے خدا جلد آ اور ہم پر اپنی نصرت کی بارش برسا ورنہ اے میرے رب اس آتشیں جگہ سے مجھ کو اٹھا لے،

اسی طرح مختلف اردو اشعار میں غلبۂ اسلام کے لئے دعائیں کرتے ہوئے حضورؑ فرماتے ہیں :-

دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعفِ دینِ مصطفیٰؐ ۔۔۔ مجھ کو کر اے میرے مولیٰ کامیاب و کامگار

اس دین کی شان و شوکت یارب مجھے دکھا دے ۔۔۔ سب جھوٹے دین مٹا دے میری دعا یہی ہے

آخر میں حضور علیہ السلام کی چند دعائیں بطور نمونہ درج کی جاتی ہیں ان سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کس درد و اضطراب کے ساتھ فتح اسلام کے لئے دعائیں کی ہیں۔ ہمیں چاہیئے ہم بھی اپنے اندر وہی درد اور وہی اضطراب پیدا کریں تا غلبہ اسلام کے لئے ہماری دعائیں بھی قبولیت کے شرف سے مشرف ہوں۔ حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرتے ہیں :-

رَبِّ اَحْیِ الْاِسْلَامَ بِجُهْدِیْ وَهِمَّتِیْ وَدُعَائِیْ وَكَلَامِیْ وَاَعِدْ لِیْ سَخْتَنَهٗ وَحَبْرَهٗ وَسِتْرَهٗ وَمَزِّقْ كُلَّ مُعَانِدٍ وَكَبْرَهٗ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی۔

(یعنی اے میرے خدا اسلام کو میری کوشش، میرے عزم، میری دعا اور میرے کلام کے نتیجہ میں زندہ کر دے، اور مجھے از سرِ نو اس کی رونق شان اور عظمت دکھا اور

ہر ایک دشمن اسلام اور اس کے تکبر کو توڑ دے۔ اے خدا! تو مجھے دکھا کہ تُو کس طرح مردہ کو زندہ کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ طریق تھا کہ جب بھی آپ کسی امر کے لئے دعا کرتے تو ساتھ ہی غلبۂ اسلام کے لئے ضرور دعا کرتے۔ چنانچہ ایک دفعہ حضورؑ نے ایک امر کے متعلق دعا کرتے ہوئے غلبۂ اسلام کے لئے بھی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بشارت دی کہ میں نے یہ سب دعائیں قبول کرلی ہیں حضورؑ اس خدائی بشارت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"میں نے ایک رات ان (یعنی سید ناصر شاہ صاحب اوورسیر) کے لئے اور نیز کئی اور دعائیں کیں اور شوکتِ اسلام کے لئے بھی دعا کی اور نماز تہجد میں دعائیں کرتا رہا۔ تب تھوڑی سی غنودگی کے ساتھ خدا نے مجھے خبر دی کہ تمام دعائیں قبول ہو گئیں جن میں قوت اور شوکتِ اسلام بھی ہے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۷)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام لوگوں کے ہدایت پانے اور اسلام میں داخل ہونے سے متعلق اپنی ایک اور عربی دعا میں اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرتے ہیں:۔

"رَبِّ! یَا رَبِّ!! اِسْمَعْ دُعَائِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَتَضَرُّعِیْ فِیْ اِخْوَانِیْ۔ اِنِّیْ اَتَوَسَّلُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّكَ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَشَفِیْعِ الْمُشَفَّعِ لِلْمُذْنِبِیْنَ۔ رَبِّ اَخْرِجْهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلٰی نُوْرِكَ وَمِنْ بَیْدَاءِ الْبُعْدِ اِلٰی حُضُوْرِكَ۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۲)

(یعنی اے میرے رب! اے میرے رب!! میری قوم کے بارہ میں میری دعاؤں کو سُن اور میرے بھائیوں کے متعلق میری تضرعات کو قبول فرما۔ میں تجھے تیرے پاک نبی خاتم النبیین شفیع اور مشفع للمذنبین کا واسطہ دے کر کہتا ہوں اے میرے رب تُو اُن سب لوگوں کو تاریکیوں سے اپنے نور کی طرف لے آ اور جدائی کے جنگل سے نکال کر انہیں اپنا قرب عطا فرما۔ اے میرے رب اُن لوگوں پر بھی رحم فرما جو مجھ پر لعنتیں کرتے ہیں۔)

جس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہو کر دنیا میں غلبۂ اسلام کے لئے جدوجہد کا آغاز فرمایا اور اس مقصد کے پیش نظر اللہ تعالیٰ کے حضور دردو الحاح سے دعائیں کیں اُس وقت عیسائیت دنیا پر چھائی ہوئی تھی اور ایک دنیا کو گمراہ کر رہی تھی چنانچہ حضور

علیہ السلام نے جہاں غلبۂ اسلام کے لئے دعائیں کیں وہاں عیسائیوں کے لئے بھی دعائیں کیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں مخلوق پرستی کے شرک سے رہائی بخشے اور وہ اس حقیقی توحید کے والہ وشیدا بنیں جسے اسلام نے پیش کیا ہے۔ حضورؑ نے عیسائیوں کی ہدایت کے لئے جو دعائیں کیں ان میں سے ایک دعا یہ ہے۔ حضورؑ نے دعا کے رنگ میں خدا تعالیٰ کی جناب میں عرض کیا:۔

"اے ہمارے پیارے خدا! ان (عیسائیوں) کو مخلوق پرستی کے زہر سے رہائی بخش اور اپنے وعدوں کو پورا کر جو اس زمانہ کے لئے تیرے تمام نبیوں نے کئے ہیں۔ ان کانٹوں میں سے ان زخمی لوگوں کو باہر نکال اور حقیقی نجات کے سرچشمہ سے ان کو سیراب کر کیونکہ سب نجات تیری معرفت اور تیری محبت میں ہے کسی انسان کے خون میں نجات نہیں۔ اے رحیم کریم خدا۔ ان کی مخلوق پرستی پر بہت زمانہ گزر گیا ہے اب ان پر رحم کر اور ان کی آنکھیں کھول دے۔ اے قادر اور رحیم خدا! سب کچھ تیرے ہاتھ میں ہے۔ اب تو ان بندوں کو اس اسیری سے رہائی بخش اور صلیب اور خون مسیح کے خیالات سے ان کو بچا لے اے قادر کریم خدا! ان کے لئے میری دعائیں سُن اور آسمان سے ان کے دلوں میں ایک نور نازل کر تا وہ تجھے دیکھ لیں۔ کون خیال کر سکتا ہے کہ وہ تجھے دیکھیں گے، کس کے ضمیر میں ہے کہ وہ مخلوق پرستی کو چھوڑ دیں گے اور تیری آواز سنیں گے پر اے خدا! تُو سب کچھ کر سکتا ہے۔ تُو نوحؑ کے دنوں کی طرح ان کو ہلاک مت کر کہ آخر وہ تیرے بندے ہیں بلکہ ان پر رحم کر اور ان کے دلوں کو سچائی کے قبول کرنے کے لئے کھول دے۔ ہر ایک قفل کی تیرے ہاتھ کنجی ہے۔ جب کہ تو نے مجھے اس کام کے لئے بھیجا ہے سو میں تیرے موُنہہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں نامرادی سے مروں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جو کچھ اپنی وحی سے مجھے تو نے وعدے دیئے ہیں ان وعدوں کو تُو پورا کرے گا۔ ضرور کرے گا کیونکہ تُو ہمارا صادق خدا ہے۔ اے میرے رحیم خدا! اس دنیا میں میرا بہشت کیا ہے! بس یہی کہ تیرے بندے مخلوق پرستی سے نجات پا جائیں۔ سو میرا بہشت مجھے عطا کر اور ان لوگوں کے مردوں اور ان لوگوں کی عورتوں اور ان کے بچوں پر یہ حقیقت ظاہر کر دے کہ وہ خدا جس کی طرف توریت اور دوسری پاک کتابوں نے بلایا ہے اس سے وُہ بے خبر ہیں اے قادر کریم! میری سُن کہ تمام طاقتیں تجھ کو ہیں۔ آمین ثم آمین"

(الحکم جلد ۸ نمبر ۱۴)

مزید برآں حضور علیہ السّلام اپنی ایک عربی نظم میں عیسائیت کے فتنہ کا ذکر کرنے کے بعد اس فتنہ کے فرد ہونے اور اسلام کے دنیا میں غالب آنے کے متعلق اللہ تعالےٰ کے حضور دعا کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

أُنْظُرْ إِلَى الْمُتَنَصِّرِيْنَ وَذَانِهِمْ وَانْظُرْ إِلَى مَا بَدَءَ مِنْ أَدْرَانِهِمْ
نَشْكُوْ إِلَى الرَّحْمٰنِ شَرَّ زَمَانِهِمْ وَنَعُوْذُ بِالْقُدُّوْسِ مِنْ شَيْطَانِهِمْ
يَا رَبِّ أَحْمَدَ يَا إِلٰهَ مُحَمَّدٍ إِعْصِمْ عِبَادَكَ مِنْ سُمُوْمِ دُخَانِهِمْ

(یعنی عیسائیوں کو اور ان کے عیبوں کو دیکھو اور ان کی ان گندگیوں کو دیکھو جو اُن سے ظاہر ہوئیں ہم ان کے زمانہ کے شر سے خدا تعالےٰ کے حضور شکوہ کرتے ہیں اور ان کے شیطان سے پاک پروردگار کی پناہ میں آتے ہیں۔ اے احمدؑ کے رب اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معبود اپنے بندوں کو ان کے دھوئیں کے زہر سے بچا۔)

قبول ہونے والی دعا کی کیفیت حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے الفاظ میں پیش کر کے ہم اپنی ان معروضات کو ختم کرتے ہیں۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"یہ خیال مت کرو کہ ہم بھی ہر روز دعا کرتے ہیں اور تمام نماز دعا ہی ہے جو ہم پڑھتے ہیں کیونکہ وہ دعا جو معرفت کے بعد اور فضل کے ذریعہ سے پیدا ہوتی ہے وہ اور رنگ اور کیفیت رکھتی ہے۔ وہ فنا کرنے والی چیز ہے وہ گداز کرنے والی آگ ہے۔ وہ رحمت کو کھینچنے والی ایک مقناطیسی کشش ہے۔ وہ موت ہے پر آخر کو زندہ کرتی ہے۔ وہ ایک تند سیل ہے پر آخر کو کشتی بن جاتی ہے۔ ہر ایک بگڑی ہوئی بات اس سے بن جاتی ہے اور ہر ایک زہر اس سے تریاق ہو جاتا ہے۔

مبارک وہ قیدی جو دعا کرتے تھکتے نہیں کیونکہ وہ ایک دن رہائی پائیں گے۔ مبارک وہ اندھے جو دعاؤں میں سست نہیں ہوتے کیونکہ ایک دن دیکھنے لگیں گے۔ مبارک وہ جو قبروں میں پڑے ہوئے دعاؤں کے ساتھ خدا کی مدد چاہتے ہیں کیونکہ ایک دن وہ قبروں سے باہر نکالے جائیں گے

مبارک تم جبکہ دعا کرنے میں کبھی ماندہ نہیں ہوتے اور تمہاری روح دعا کے لئے پگھلتی ہے، اور تمہاری آنکھ آنسو بہاتی اور تمہارے سینہ میں اک آگ پیدا کر دیتی ہے اور تمہیں تنہائی کا ذوق اٹھانے کے لئے اندھیری کوٹھڑیوں اور سنسان جنگلوں میں لے جاتی

ہے اور تمہیں بے تاب اور دیوانہ اور از خود رفتہ بنا دیتی ہے۔ آخر تم پر فضل کیا جائے گا. . . . . . پس تم بھی وفادار بن جاؤ اور پورے صدق اور وفا سے دعا کرو کہ تم پر رحم کیا جائے گا"

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے فضل سے غلبۂ اسلام کے موعود دن کو قریب سے قریب تر لانے کے لئے پورے صدق، اخلاص و وفا اور درد و الحاح سے دعائیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایسی دعاؤں کی جو رحمت کو کھینچنے والی مقناطیسی کشش اپنے اندر رکھتی ہوں تا ہر بگڑی ہوئی بات ان سے بن جائے اور ہر زہر تریاق ہو جائے۔ محض اور محض اُسی کے فضل سے ہم دعائیں کرتے کبھی نہ تھکیں اور کبھی نہ ماندہ ہوں۔ ہماری روح دعا کے لئے ہمیشہ پگھلتی رہے اور آنکھ آنسو بہاتی رہے تا اللہ تعالیٰ ہم پر اپنے فضل سے رجوع برحمت ہو اور ہم غلبہ اسلام کے دن کو اپنی آنکھوں سے قریب سے قریب تر آتا دیکھ لیں۔ اور بالآخر ہماری روح اس پر کیف نظارہ کو دیکھ کر فرطِ مسرت سے جھوم اٹھے کہ دنیا میں ہر طرف اسلام ہی اسلام ہے۔ اور یہ دنیا تمام تر توحید کے متوالوں اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نام لیواؤں ہی سے آباد ہے۔ آمین یا ارحم الراحمین ؛

⁂

فتح کا عظیم الشان ذریعہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"ظاہری دولت اور طاقت اور سعی کے ذریعہ سے ہم فتح نہیں پا سکتے بلکہ ہمارا ہتھیار ہے صرف دعا اور توجہ الی اللہ۔ یہ بھاری مہم صرف دعا کے عظیم الشان ذریعہ سے سر ہو گی"

(ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۵۸)

فضلِ عمر فاؤنڈیشن کا ایک نہایت ضروری اعلامیہ

علمی تصانیف پر پانچ ہزار روپیہ سالانہ کے انعامات

(مکرم جناب شیخ مبارک احمد صاحب، سیکرٹری فضلِ عمر فاؤنڈیشن)

فضلِ عمر فاؤنڈیشن نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مرغوب و محبوب مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ایک پروگرام تجویز کیا ہے جس کے دو حصے ہیں۔ ایک قلیل المیعاد منصوبہ جسے فوری طور پر عملی جامہ پہنانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ دوسرا طویل المیعاد منصوبہ جس کے متعلق یہ فیصلہ ہے کہ آئندہ پانچ سال کے عرصہ میں آمد کی مقدار کے مطابق اِسے مکمل کیا جائے۔

قلیل المیعاد منصوبہ جسے فوری طور پر شروع کرنے کا پروگرام منظور کیا گیا ہے اُس کا ایک حصہ یہ ہے کہ حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی یہ بڑی خواہش تھی کہ ایسی علمی کتب اور رسائل محققانہ رنگ میں لکھے جائیں جو جماعتی اور اسلامی ضروریات کو پورا کرنے کا اور موجودہ زمانہ کی مشکلات میں رہنمائی کا باعث ہوں۔ فاؤنڈیشن نے ایسی کتب و رسائل کی تالیف کے لئے ترغیب و تحریص کی غرض سے گراں قدر انعامات مقرر کئے ہیں۔ جو فاؤنڈیشن کی منظور کردہ شرائط پر پورا اترنے والی تصانیف پر دیئے جائیں گے ذیل میں فاؤنڈیشن کی منظور کردہ ان شرائط پر مشتمل اعلامیہ کا متن جماعت کے اہلِ قلم اصحاب کی اطلاع اور افادہ کے لئے شائع کیا جاتا ہے:۔

اعلامیہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جلسہ سالانہ ۱۹۴۹ء کے موقع پر احباب جماعت کے سامنے سلسلہ کتب کی تصنیف کے

بارے میں ایک جامع سکیم رکھی تھی۔ اس سکیم کی تکمیل کے لئے فضل عمر فاؤنڈیشن کی طرف سے ایک ایک ہزار روپے کے پانچ انعامات مقرر کئے گئے ہیں۔

یہ انعامات ان کتب کے لئے مقرر کئے گئے ہیں جو مندرجہ ذیل وسیع عنوانات کی شقوں میں سے کسی ایک شق کے تحت آجائیں:-

پہلا انعام: بنیادی اسلامی عقائد مثلاً ہستی باری تعالیٰ، صفاتِ الٰہیہ، ضرورت نبوت، معیار شناخت نبوت، دعاء، قضاء و قدر، بعث بعد الموت، بہشت و دوزخ۔ معجزات۔ ضرورتِ شریعت۔ وغیرہ

دوسرا انعام: اسلامی عبادات اور اسلامی اخلاق کا کوئی پہلو۔

تیسرا انعام:- تاریخ مذہب۔ تاریخ انبیاء سابقہ۔ تاریخ اسلام۔ کسی ملک میں اسلام پھیلنے کی تاریخ۔ تاریخ احمدیت۔ صحابہؓ یا کسی ممتاز مسلمان کی تاریخ و سیرت وغیرہ

چوتھا انعام:- اسلامی اقتصادیات۔ کسی دنیوی علم کی ترقی کے لئے مسلمانوں کی تحقیق اور اس کی ترقی میں ان کا حصہ۔

پانچواں انعام:- کوئی علمی موضوع جو اوپر کی شقوں میں شامل نہ ہو۔

شرائط:- ۱۔ یہ انعام ہر سال دیا جائے گا۔ اس کیلئے سال یکم جنوری سے ۳۱ دسمبر تک شمار ہوگا۔ چونکہ اس سال یہ اعلان اپریل میں کیا جا رہا ہے اس لئے اس دفعہ سال یکم مئی ۶۷ء سے ۳۰ اپریل ۶۸ء تک سمجھا جائے گا۔ (اور مسودہ دفتر فضل عمر فاؤنڈیشن میں پہنچنے کی آخری تاریخ یکم مارچ ۶۸ء ہوگی)

۲۔ مقابلہ میں وہی مسودات کتب شامل کئے جائیں گے جو یکم نومبر تک دفتر فضل عمر فاؤنڈیشن میں موصول ہو جائیں گے۔

۳۔ یہ ضروری ہوگا کہ کتاب شائع شدہ نہ ہو۔ بلکہ صرف مسودہ بھیجا جائے۔

۴۔ یہ مسودہ بیس ہزار الفاظ سے کم نہ ہو ۵۔ پرانی کتب زیر غور نہ آئیں گی۔

۶۔ انعام حاصل کرنے کے لئے ایک خاص علمی اور تحقیقی معیار مقرر کیا گیا ہے۔ اس معیار پر اترنے کا فیصلہ اور انعام کے قابل سمجھے جانے کا فیصلہ ایک بورڈ کرے گا جس کا تقرر اس غرض کے لئے صدر فضل عمر فاؤنڈیشن کی طرف سے ہوا کرے گا۔ اس بورڈ کا فیصلہ آخری اور قطعی ہوگا اور اس کے خلاف کسی عدالت میں چارہ جوئی نہیں ہو سکے گی۔

۷۔ ضروری نہ ہوگا کہ ہر سال یہ انعام ضرور دیا جائے۔ بلکہ اگر کسی سال کسی شق میں کوئی مضمون اس معیار پر پورا نہ اترے تو اس سال انعام نہ دیا جائیگا

۸۔ انعام حاصل کرنے والے مضمون کا کاپی رائٹ فضل عمر فاؤنڈیشن کا ہوگا۔

۹۔ مندرجہ بالا پانچوں شقوں کے وسیع عنوانات کے ماتحت کسی عنوان کا قائم کرنا خود مصنف کا کام ہوگا مگر بہتر ہوگا کہ عنوان کے متعلق وہ بورڈ سے استصواب کرلے۔

۱۰۔ اس امر کا فیصلہ کہ کوئی مضمون کس شق کے تحت آتا ہے یا یہ کہ کسی شق کے تحت بھی نہیں آتا صدر فضل عمر فاؤنڈیشن کا کام ہوگا اور اس بارے میں اس کا فیصلہ قطعی اور آخری ہوگا۔

اگر مسیح خدا تھا تو وہ ہمارے لئے اُسوہ نہیں ہو سکتا

مشہور فاضلِ اناجیل ڈاکٹر ہیو شونفیلڈ کا اعتراف

"اگر مسیح خدا تھا تو وہ ہمارے لئے قابلِ تقلید اسوہ یا نمونہ نہیں ہو سکتا" اس امر کا اعتراف برطانیہ کے مشہور فاضل اناجیل ڈاکٹر ہیو شونفیلڈ (DR. HUGH SCHONFIELD) نے اپنی کتاب "عیدِ فسح کا منصوبہ" (THE PASSOVER PLOT) میں کیا ہے یہ کتاب برطانیہ کے پبلشنگ ادارہ ہچنسن (HUTCHINSON) نے ۱۹۶۵ء میں شائع کی تھی۔ اُس وقت سے مغربی دنیا کے مذہبی حلقوں میں اس کتاب کے متعلق بہت لے دے ہو رہی ہے۔ آئے دن وہاں کے اخبارات میں اس کے حق اور مخالفت میں کچھ نہ کچھ شائع ہوتا رہتا ہے۔ گزشتہ سال لندن کے ہفتہ وار اخبار وومنز مرر (WOMANS MIRROR) میں اس کتاب کے متعلق پیٹر کارول (PETER CARVELL) کا ایک طویل مضمون شائع ہوا تھا ذیل میں اس مضمون کے ایک اقتباس کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے اس اقتباس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ خود مغرب میں عیسائیت کی جڑیں کس حد تک کھوکھلی ہو چکی ہیں۔ اس مضمون میں پیٹر کارول نے لکھا ہے:۔

"ڈاکٹر شونفیلڈ چاہتے ہیں کہ ہم اناجیل کو ایک تاریخی مسودہ کی حیثیت سے جانچیں اور پھر دیکھیں کہ اس کا کونسا حصہ قابلِ قبول ہے اور کونسا نہیں۔ ڈاکٹر شونفیلڈ نے مجھے بتایا کہ میں اس بات پر یقین رکھتا ہوں کہ مسیح عام انسانوں کی طرح ہی پیدا ہوا تھا۔ اس کی زندگی میں ایک وقت ایسا آیا کہ اسے یہ یقین ہو گیا کہ وہ مسیح ہے۔ اس نے مسیح کا کردار ادا کرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کیا اور اپنی یک سالہ اصلاحی جدوجہد کے دوران اُن تمام

پیشگوئیوں کو اپنے وجود میں پورا کرنے کی کوشش کی جو مسیح کے متعلق تھیں۔ اتنا بڑا کردار دنیا کی تاریخ میں شاید ہی کسی اور کو ادا کرنا پڑا ہو۔ میرا کہنا یہ ہے کہ اگر مسیح خدا تھا تو وہ ہمارے لئے مثال اور نمونہ نہیں بن سکتا۔ لیکن اگر وہ انسان تھا تو پھر ہمارے لئے اس کی تقلید کرنے میں کوئی عذر باقی نہیں رہ جاتا حقیقت یہ ہے کہ وہ ہم سے مختلف نہیں تھا بلکہ ہماری طرح ایک انسان تھا۔"

(دی سنڈے مرر ۱۰ اپریل ۱۹۶۶ء)

ڈاکٹر شوفیلڈ کا یہ اظہارِ خیال حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی صداقت کو روزِ روشن کی طرح عیاں کر رہا ہے کیونکہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر مغرب میں رونما ہونے والے اس انقلاب کی آج سے ستر سال قبل بشارت دے دی تھی۔ آپ نے فرمایا تھا:-

آ رہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

ہر طرف ہر ملک میں ہے بت پرستی کا زوال
کچھ نہیں انساں پرستی کو کوئی عزّ و وقار

آسماں سے ہے چلی توحیدِ خالق کی ہوا
دل ہمارے ساتھ ہیں گو مونہہ کریں بک بک ہزار

اِسْمَعُوْا صَوْتَ السَّمَآءِ جَآءَ الْمَسِیْح جَآءَ الْمَسِیْح
نیز بشنو از زمیں آمد امامِ کامگار

آج اس انقلاب کو ہم اپنی آنکھوں سے برپا ہوتے دیکھ رہے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ تثلیث، الوہیتِ مسیح اور کفارہ پر سے مغرب کے عیسائی عوام کا ایمان اٹھ چکا ہے۔ وہ اب مسیح کو خدا یا خدا کا بیٹا ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ یہ صورتِ حال آئینہ دار ہے اس حقیقت کی کہ عیسائیت اپنی موت آپ مر رہی ہے اور وہ دن دور نہیں ہے جب مغربی اقوام ہر طرف سے مایوس ہو کر بالآخر بڑے زور کے ساتھ اسلام کی طرف متوجہ ہوں گی اور اس کی عافیت بخش آغوش میں ہی آ کر اطمینان کا سانس لیں گی۔

(مسعود احمد دہلوی)

☆

بچوں کا صفحہ

مٹی کھانے والا بادشاہ!

ہم بچوں کو ایک ایسے بادشاہ کا قصہ سناتے ہیں جو مٹی کھایا کرتا تھا۔ اس باشاہ کا قصہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے ۳۱ر مارچ ۱۹۰۵ء کو اپنی مجلس میں سُنایا تھا۔ قصہ بہت سبق آموز ہے۔

قصہ یہ ہے کہ ایک تھا بادشاہ یوں تو بڑا سمجھ دار اور زیرک تھا۔ لیکن بدقسمتی سے ایک بُری عادت میں مبتلا تھا۔ خدا نے اسے بادشاہ بنایا تھا۔ ہر قسم کی نعمتیں اسے میسر تھیں اعلیٰ سے اعلیٰ پھل اور لذیذ سے لذیذ کھانے اور عمدہ عمدہ مٹھائیاں وہ کھا سکتا تھا اور کھاتا بھی تھا۔ لیکن ایسی اچھی اچھی نعمتیں میسر ہونے کے باوجود اسے مٹی کھانے میں بہت مزہ آتا تھا۔ مٹی کی خوشبو اسے بہت اچھی لگتی بیٹھا مٹی چبایا کرتا۔

بادشاہ کے رشتہ داروں اور دوستوں نے بڑی کوشش کی کہ بادشاہ کسی طرح مٹی کھانے سے باز آجائے۔ لیکن اسے مٹی کھانے کی ایسی عادت پڑی تھی کہ وہ مٹی کھائے بغیر رہ ہی نہیں سکتا تھا۔ وہ خود بھی جانتا تھا کہ مٹی کھانا بری عادت ہے اور نقصان دہ بھی ہے اس کی اپنی خواہش بھی تھی کہ میں کسی طرح مٹی کھانا چھوڑ دوں لیکن وہ اس بری عادت کے آگے ایسا بے بس تھا کہ اسے چھوڑ ہی نہ سکتا تھا۔ بڑے بڑے حکیم بلائے گئے۔ انہوں نے دواؤں کے ذریعہ بادشاہ کی یہ عادت چھڑانے کی بہتیری کوشش کی لیکن سب بے سود۔

آخر ایک طبیب آیا اس نے دعویٰ کیا کہ میں بادشاہ کو اس بری عادت سے نجات دلادوں گا۔ لو صاحب! اس نے کیا کیا۔ سیدھا بادشاہ کے پاس گیا کوئی دوا تجویز نہ کی۔ بس اتنا کہا کہ اَیُّهَا الْمَلِكُ اَیْنَ عَزْمُ الْمُلُوْكِ یعنی اے بادشاہ وہ بادشاہوں والا عزم کہاں گیا؟ اتنا کہنا تھا بادشاہ تو سکتہ میں آگیا اسے احساس ہوا کہ اگر میں ایک بری عادت کے ہاتھوں اتنا بے بس ہوں تو میں بادشاہت کیا خاک کروں گا

چھوٹے سے چھوٹا دشمن بھی مجھے مغلوب کر سکتا ہے بادشاہ فوراً بول اٹھا اب میں یہ نہیں کھاؤں گا اس طرح اسے اس بری عادت سے ہمیشہ کے لئے نجات ملی۔

اس سے معلوم ہوا کہ انسان اگر چاہے اور پکا ارادہ کر لے تو ہر برائی کو چھوڑ سکتا ہے۔ اگر احمدی بچوں کو ہر وقت یہ احساس رہے کہ وہ احمدی ہیں تو یہ کبھی سوچ ہی نہیں سکتا کہ وہ کسی بری عادت میں مبتلا ہوں۔ اور اگر خدانخواستہ کوئی بچہ بری عادت مثلاً جھوٹ، چغلی یا چرس وغیرہ میں مبتلا ہو تو اپنے احمدی ہونے کے صحیح احساس اور عزم و ارادہ کے بل پر خدا کے فضل سے وہ اس سے نجات پا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ احمدی بچوں کو ہمیشہ ہی بری عادتوں سے محفوظ رکھے اور انہیں ہمیشہ یہ احساس رہے کہ وہ احمدی بچے ہیں۔ انہیں ہر لحاظ سے دوسرے بچوں کے لئے نمونہ بننا ہے

آمین اللھم آمین

احمدی بچے کی دُعا!

(حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ایمان مجھ کو دیدے عرفان مجھ کو دیدے
قربان جاؤں تیرے قرآن مجھکو دیدے

ہم کو تری رفاقت حاصل رہے ہمیشہ
ایسا نہ ہو کہ دھوکہ شیطان مجھکو دیدے

دنیائے کفر و بدعت کو اس میں غرق کر دوں
طوفان نوح سا اک طوفان مجھکو دیدے

دجال کی بڑائی سب خاک میں ملا دوں
قوت مجھے عطا کر سلطان مجھکو دیدے

ہو جائیں جس سے ڈھیلی سب فلسفہ کی چولیں
میرے حکیم ایسا برہان مجھکو دے دے

(کلام محمود)

-ـ۵ـ-

اھم مرکزی اعلانات

تربیتی اجتماعات انصار اللہ

سال رواں کے لئے ضروری ہدایات امید ہے جملہ عہدیداران انصار اللہ کو مل چکی ہوں گی۔ حسب سابق ہمارے پروگرام میں اس سال بھی تربیتی اجتماعات کا انعقاد شامل ہے محض خدا تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ سال پاکستان کے مختلف مقامات پر ایک بڑی تعداد میں انصار اللہ کے اجتماعات منعقد ہوئے جس کے نتیجہ میں مجالس میں اپنی تنظیم کے لحاظ سے بیداری پیدا ہوئی۔ اور یہ اجتماعات تربیت نفوس کے لئے بہترین مواقع پیدا کرتے رہے ہیں۔ اجتماع کے ذریعہ ایک خالص دینی ماحول پیدا کیا جاتا ہے دعاؤں کی خاص توفیق ملتی ہے۔ اس کے علاوہ باہمی محبت و اخوت میں اضافہ ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کے دین کی اشاعت کے لئے غور و فکر ہوتا ہے۔ جس پہلو سے بھی دیکھا جائے اجتماعات کی افادیت اظہر من الشمس ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ اس سال ناظمین اعلیٰ، ناظمین اضلاع اور زعمائے اعلیٰ اصحاب یہ عزم کر لیں کہ ہم نے انشاء اللہ گزشتہ سالوں سے زیادہ تعداد میں یہ اجتماعات منعقد کرنے ہیں اور اس کے لئے ابھی سے انتظام شروع کر دیا جائے اور اجتماع کے لئے تاریخیں اور مقام تجویز کر کے مرکز سے منظوری حاصل فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

مجالس انصار اللہ ضلع راولپنڈی کا تربیتی اجتماع

مجالس انصار اللہ ضلع راولپنڈی کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ان کا تربیتی اجتماع مورخہ ۱۲، ۱۳ رمئی ۱۹۶۷ء بروز جمعہ و ہفتہ راولپنڈی میں منعقد ہوگا۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے مرکز سے بھی ایک وفد اس اجتماع میں شمولیت کرے گا انصار اللہ کو چاہیئے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں شامل ہو کر فائدہ اٹھائیں۔

مجالس انصار اللہ ضلع پشاور کا تربیتی اجتماع

مجالس انصار اللہ ضلع پشاور کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ان کا تربیتی اجتماع مورخہ ۱۳، ۱۴ رمئی ۱۹۶۷ء بروز ہفتہ و اتوار پشاور میں منعقد ہو گا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے مرکز سے بھی ایک علماء پر مشتمل ایک وفد اس اجتماع میں شمولیت کرے گا انشاء اللہ العزیز۔ انصار اللہ کو چاہیئے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں شامل ہو کر اجتماع کی برکات سے مستفید ہوں۔

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

مجلس عاملہ انصار اللہ مرکزیہ برائے ۱۹۶۷ء

مجالس انصار اللہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ حضرت صدر محترم ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۹۶۷ء تک کے لئے مندرجہ ذیل اصحاب کو مجلس عاملہ انصار اللہ مرکزیہ کا رکن مقرر فرمایا ہے:-

اراکین خصوصی:-

۱۔ محترم جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب

۲۔ محترم جناب حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب

۳۔ محترم جناب حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب

دیگر اراکین:-

۱۔ نائب صدر محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب

۲۔ قائد عمومی۔ خاکسار شیخ محبوب عالم خالد ایم اے

۳۔ قائد تربیت محترم مولانا ابو العطاء صاحب

۴۔ قائد تعلیم محترم چوہدری فضل احمد صاحب

۵۔ قائد اصلاح و ارشاد محترم جناب شیخ مبارک احمد صاحب

۶۔ قائد مال محترم چوہدری ظہور احمد صاحب

۷۔ قائد ایثار محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب

۸۔ قائد اشاعت محترم مسعود احمد خان دہلوی

۹۔ قائد ذہانت و صحت جسمانی محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب

۱۰۔ قائد تحریک جدید محترم کیپٹن محمد عبد اللہ خان صاحب

۱۱۔ قائد تجنید۔ محترم پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب

۱۲ آڈیٹر محترم صوفی غلام محمد صاحب

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

ضمیمہ ماہنامہ انصار اللہ بابت ماہ اپریل ۱۹۶۷ء

نتیجہ امتحان انصار اللہ سہ ماہی چہارم

۱۹۶۶ء - ۴۵ ہش

اِس امتحان میں شرکت کرنے والوں کی کل تعداد ۲۷۶ تھی۔ معیار اوّل کے ۱۷۰ اور معیار دوم کے ۱۰۶ نصاب معیار اوّل ترجمہ قرآن کریم پارہ ہفتم نصف دوم پر مشتمل تھا۔ مکرم محمد ابراہیم صاحب شاد سکنہ چک ۷/۱۱۷ چھور اوّل آئے اور مکرم حکیم عطاء اللہ صاحب ڈرگ روڈ کراچی دوم رہے۔

(قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

معیار اوّل

نمبر شمار	اسماء احباب	مجالس	درجہ کامیابی	نمبر شمار	اسماء احباب	مجالس	درجہ کامیابی
۱	مولوی امام علی صاحب انصاری	دار البرکات ربوہ	اوّل	۱۱	صوفی عطا محمد صاحب	دار الرحمت غربی الف ربوہ	اوّل
۲	ماسٹر ضیاء الدین صاحب ارشد	"	"	۱۲	سیّد محمد اقبال حسین صاحب	"	"
۳	رشید احمد صاحب	دار الیمن ربوہ	دوم	۱۳	خان میر خاں صاحب	"	"
۴	صوبیدار سراجدین صاحب	"	اوّل	۱۴	کیپٹن محمد سعید صاحب	"	"
۵	محمد اسمٰعیل اسلم صاحب	"	"	۱۵	ملک بشارت احمد صاحب	فیکٹری ایریا ربوہ	"
۶	سردار محمد صاحب کاتب	"	"	۱۶	سید عبد المنان صاحب	"	"
۷	حکیم نذیر احمد صاحب قریشی	دار النصر ربوہ	دوم	۱۷	ماسٹر عبد الرحمن صاحب اتالیق	دار الصدر غربی الف ربوہ	"
۸	غلام قادر صاحب	"	سوم	۱۸	محمد حسین صاحب	"	"
۹	حاجی محمد فاضل صاحب	دار الرحمت غربی ربوہ	اوّل	۱۹	محمد شریف صاحب خالد	"	"
۱۰	حکیم عبد الرحمن شاہ صاحب	"	"	۲۰	محفوظ الرحمن صاحب	"	"

نمبر شمار	اسماء احباب	مجالس	درجہ کامیابی
۲۱	ڈاکٹر بشیر احمد صاحب	دار الرحمت شرقی ربوہ	اوّل
۲۲	میر فضل دین صاحب	,,	,,
۲۳	عبد الغفور صاحب	,,	,,
۲۴	خان حبیب اللہ خانصاحب	,,	,,
۲۵	عبد القدیر صاحب	,,	,,
۲۶	مرزا برکت علی صاحب	,,	,,
۲۷	محمد حسین صاحب	دار الیمن شرقی ربوہ	,,
۲۸	رحمت علی صاحب	,,	,,
۲۹	فیروز دین صاحب	,,	,,
۳۰	بشیر احمد خانصاحب	,,	,,
۳۱	محمد اسمٰعیل صاحب	,,	,,
۳۲	خواجہ عبید اللہ صاحب	دار الصدر شرقی ربوہ	,,
۳۳	مرزا فتح الدین صاحب	,,	,,
۳۴	عبد الکریم صاحب	جہلم شہر	,,
۳۵	ملک محمد سلیم صاحب	,,	,,
۳۶	مرزا محمد ابراہیم صاحب	,,	,,
۳۷	حکیم محمد عبد اللہ صاحب	,,	,,
۳۸	عبد الحلیم صاحب	,,	,,
۳۹	منشی منیر احمد صاحب	بشیر آباد اسٹیٹ	,,
۴۰	عطاء اللہ صاحب	,,	,,
۴۱	غلام احمد صاحب	,,	,,
۴۲	محمد حسین صاحب	چکوال	,,
۴۳	حاجی ملک عبد الرحمٰن صاحب	,,	,,
۴۴	سید غلام احمد صاحب نثار	گھٹیالیاں	اوّل
۴۵	محمد عارف صاحب	,,	,,
۴۶	چوہدری خورشید احمد صاحب	,,	,,
۴۷	سیکرٹری صاحب اصلاح وارشاد	,,	,,
۴۸	غلام حسین صاحب	حویلیاں	,,
۴۹	محمد نصیب صاحب عارف	,,	,,
۵۰	صوبیدار مشتاق احمد صاحب	,,	,,
۵۱	بشارت احمد صاحب	,,	,,
۵۲	عبد الغفور صاحب	کھنڈہ	دوم
۵۳	پیرزادہ فیض عالم صاحب	گولے کی	اوّل
۵۴	پیر محمد اکبر شاہ صاحب	,,	,,
۵۵	پیرزادہ محمد اکبر سقراط صاحب	,,	,,
۵۶	منشی احمد خان صاحب	,,	,,
۵۷	ماسٹر اللہ دتا صاحب	,,	,,
۵۸	حکیم سعد اللہ خانصاحب	سچا سودا	,,
۵۹	صوفی غلام محمد صاحب	چک نمبر ۲۷۰	,,
۶۰	سراج الدین صاحب	جھنگ صدر	,,
۶۱	احمد الدین صاحب	,,	,,
۶۲	قریشی عبد الرحمٰن صاحب	سکھر	,,
۶۳	محمد رفیع صوفی صاحب	,,	,,
۶۴	علی محمد صاحب مسلم	ساہی وال	,,
۶۵	حاجی محمد سعید صاحب	,,	,,
۶۶	عبد المنان صاحب	,,	,,

نمبر شمار	اسماء احباب	مجالس	درجہ کامیابی
۶۷	مرزا احمد بیگ صاحب	ساہیوال	اوّل
۶۸	مرزا سردار محمد صاحب	ابی سینا لائن کراچی	”
۶۹	ڈاکٹر ظہور الحسن خانصاحب	پیر الٰہی بخش کالونی ”	”
۷۰	شیخ رحمت اللہ صاحب پنشنر	جیکب لائن کراچی	”
۷۱	چوہدری کرم الدین صاحب	” ”	”
۷۲	میر امان اللہ صاحب	” ”	”
۷۳	محمد عبد اللہ مہر صاحب	رام سوامی ”	”
۷۴	مرزا عبد الرحیم بیگ صاحب	” ”	سوم
۷۵	قریشی نور احمد صاحب	سعید منزل ”	اوّل
۷۶	محمد حمید احمد صاحب	عزیز آباد ”	”
۷۷	ظفر اللہ خاں صاحب	دستگیر سوسائٹی ”	”
۷۸	مولوی عبد المجید صاحب	لارنس روڈ ”	”
۷۹	ملک حبیب احمد صاحب	مارٹن روڈ ”	”
۸۰	نذیر احمد صاحب سیالکوٹی	” ”	”
۸۱	سید محمد یوسف شاہ صاحب	” ”	”
۸۲	چوہدری عزیز اللہ صاحب	” ”	”
۸۳	آفتاب احمد صاحب بسمل	” ”	”
۸۴	محمد ابراہیم صاحب	” ”	”
۸۵	غلام احمد صاحب	محمود آباد ”	”
۸۶	محمد شفیع خانصاحب	اعظم آباد ”	”
۸۷	چوہدری سلطان محمود احمد صاحب	” ”	”
۸۸	ملک نصیر احمد صاحب	” ”	”
۸۹	مسعود احمد صاحب خورشید	مارننگ سوسائٹی ”	”
۹۰	حکیم عطاء اللہ صاحب	ڈرگ روڈ کراچی	اوّل
۹۱	سید عبد الکریم صاحب	مالیر ”	”
۹۲	عبد الخالق صاحب	شیخوپورہ	دوم
۹۳	مرزا جان احمد صاحب	”	اوّل
۹۴	میاں بشیر محمد صاحب	”	”
۹۵	محمد سلیم صاحب صدیقی	”	”
۹۶	بشیر احمد صاحب قریشی	”	”
۹۷	حکیم مرغوب اللہ صاحب	”	”
۹۸	شیخ گلزار محمد صاحب	”	دوم
۹۹	محمد اشرف صاحب چوہدری	وحدت کالونی لاہور	”
۱۰۰	عبد الرشید صاحب	”	”
۱۰۱	ولی محمد صاحب وینس	”	”
۱۰۲	چوہدری انور علی صاحب	”	”
۱۰۳	ڈاکٹر عبد الواحد خانصاحب	سول لائن لاہور	اوّل
۱۰۴	مبارک احمد صاحب	” ”	”
۱۰۵	ملک مظفر احمد صاحب	گنج مغلپورہ لاہور	”
۱۰۶	غلام رسول صاحب چوہدری	” ”	دوم
۱۰۷	نصیر احمد صاحب	” ”	اوّل
۱۰۸	بشیر احمد صاحب گورایا	” ”	”
۱۰۹	چوہدری غلام محمد صاحب پرویز	” ”	”
۱۱۰	محمد احمد صاحب	کوئٹہ	”
۱۱۱	احمد الدین صاحب بٹ	”	”
۱۱۲	صوبیدار محمد عبد الرحمٰن صاحب	”	”

نمبر شمار	اسماء احباب	مجالس	درجہ کامیابی
۱۱۳	مرزا محمد فاضل صاحب	کوئٹہ	اوّل
۱۱۴	چوہدری محمد حیات صاحب	″	″
۱۱۵	محمد اسحٰق صاحب عابد	″	″
۱۱۶	صوبیدار محمد شریف احمد صاحب	″	″
۱۱۷	صوبیدار نواب الدین صاحب	″	″
۱۱۸	محمد عیسٰی جان صاحب	″	″
۱۱۹	عبدالقیوم صاحب	″	دوم
۱۲۰	سید عبدالرشید صاحب	″	اوّل
۱۲۱	محمد عبدالحق صاحب جنجوعہ	″	″
۱۲۲	میاں عبدالقیوم صاحب ایم۔اے	″	″
۱۲۳	میاں عبدالکریم صاحب ٹیلر ماسٹر	″	″
۱۲۴	سید قربان حسین شاہ صاحب	″	″
۱۲۵	رحیم بخش صاحب	پشاور	″
۱۲۶	محمد شریف صاحب	″	″
۱۲۷	میاں عبدالرشید صاحب	″	″
۱۲۸	مرزا بشیر احمد صاحب	″	″
۱۲۹	خلیل الرحمٰن صاحب	″	″
۱۳۰	محمد الطاف صاحب	″	″
۱۳۱	عبدالکریم صاحب	″	″
۱۳۲	نیاز قطب احمد صاحب بٹ	″	″
۱۳۳	میاں عبدالرفیق صاحب	″	″
۱۳۴	مرزا عبدالمجید صاحب	″	″

نمبر شمار	اسماء احباب	مجالس	درجہ کامیابی
۱۳۵	اللہ سائیں صاحب	سیالکوٹ	دوم
۱۳۶	ملک نصراللہ خانصاحب	گوجرانوالہ	اوّل
۱۳۷	محمد بشیر چغتائی صاحب	″	″
۱۳۸	محمد اکبر صاحب قمیر	″	″
۱۳۹	محمد شفیع عباسی صاحب	″	″
۱۴۰	چوہدری محمد شفیع صاحب	″	″
۱۴۱	میاں محمد شریف صاحب	″	″
۱۴۲	چوہدری نذیر احمد صاحب	منڈی بہاؤالدین	″
۱۴۳	سراج الدین صاحب	″	″
۱۴۴	ملک دوست محمد صاحب	بہاول نگر	″
۱۴۵	شیخ اقبال الدین صاحب	″	″
۱۴۶	محمد بشیر فاروقی صاحب	″	″
۱۴۷	چوہدری غلام نبی صاحب	″	″
۱۴۸	ڈاکٹر عبدالکریم صاحب	ملتان	″
۱۴۹	امیر احمد صاحب	″	″
۱۵۰	میجر ملک حبیب اللہ خانصاحب	ددوالمیال	″
۱۵۱	صوبیدار میجر ملک محمد خانصاحب	″	″
۱۵۲	حوالدار عبدالغنی صاحب	″	″
۱۵۳	کیپٹن شیر زمان صاحب	″	″
۱۵۴	عبدالحاضر صاحب	″	″
۱۵۵	چوہدری بشارت احمد صاحب	کوہاٹ	″
۱۵۶	حکیم عبدالرحیم صاحب	″	″
۱۵۷	شیخ محمد علی صاحب	چوہڑکانہ منڈی	″

نمبر شمار	اسماء احباب	مجالس	درجہ کامیابی	نمبر شمار	اسماء احباب	مجالس	درجہ کامیابی
۱۵۸	محمد ابراہیم صاحب	چھبڑ کانہ منڈی	دوم	۱۶۵	حکیم عبدالرحمٰن صاحب	آنبہ کرم پورہ	اوّل
۱۵۹	ملک محمد عبداللہ صاحب	سانگلہ ہل	اوّل	۱۶۶	عبدالحق صاحب	"	"
۱۶۰	عنایت اللہ صاحب پنشنر	"	"	۱۶۷	سید علی ہاشمی صاحب	چک ۱۱۷ چھور	"
۱۶۱	شیخ عبدالرشید صاحب	"	"	۱۶۸	حافظ محمد اسمٰعیل صاحب	"	"
۱۶۲	حکیم برکت اللہ صاحب	"	"	۱۶۹	محمد ابراہیم صاحب شاد	"	"
۱۶۳	حاجی عیسیٰ خانصاحب	آنبہ کرم پورہ	دوم	۱۷۰	شیخ غلام رسول صاحب	گھٹیالیاں	"
۱۶۴	ملک محمد موسیٰ صاحب	"	"	—	—	—	—

معیار دوم

نمبر شمار	اسماء احباب	مجالس	درجہ کامیابی	نمبر شمار	اسماء احباب	مجالس	درجہ کامیابی
۱	ماسٹر فضل احمد صاحب	محمود آباد (جہلم)	اوّل	۱۴	ملک رشید احمد صاحب	دوالمیال	اوّل
۲	حکیم احمد الدین صاحب	"	"	۱۵	ملک مہدی خاں صاحب	"	"
۳	ملک اللہ دتا صاحب	"	"	۱۶	مستری غلام محمد صاحب	"	"
۴	عبدالکریم صاحب	"	"	۱۷	ملک لعل خاں صاحب	"	"
۵	راجہ غلام رسول صاحب	"	"	۱۸	کیپٹن لعل خاں صاحب	"	"
۶	ملک محمد صدیق صاحب	"	"	۱۹	ملک مہر محمد صاحب	"	"
۷	راجہ عبدالستار صاحب	"	"	۲۰	ملک امیر علی صاحب	"	"
۸	فضل کریم صاحب	"	"	۲۱	ملک عبداللہ خانصاحب	"	"
۹	ملک محمد شریف صاحب	"	"	۲۲	ملک حبیب خانصاحب	"	"
۱۰	محمد سلیم صاحب دوکاندار	"	"	۲۳	ملک احمد خاں صاحب	"	"
۱۱	راجہ عبدالغنی صاحب	"	"	۲۴	صوبیدار محمد خاں صاحب	"	"
۱۲	ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب	"	"	۲۵	نائب صوبیدار نور محمد صاحب	"	"
۱۳	راجہ محمد صدیق صاحب	"	"	۲۶	شیخ اشفاق احمد صاحب	دنیا پور	"

نمبر شمار	اسماء احباب	مجالس	درجہ کامیابی
۲۷	شیخ محمد اسلم صاحب	دنیاپور	اوّل
۲۸	مرزا خدابخش صاحب	"	"
۲۹	شیخ محمد عبداللہ صاحب	"	"
۳۰	شیخ محمد منیر خانصاحب	"	"
۳۱	محمد حسین صاحب	سانگلہ ہل	"
۳۲	نیامت شاہ صاحب	"	"
۳۳	میاں محمد علی صاحب	"	"
۳۴	منظور احمد صاحب	دارالصدر ربوہ	"
۳۵	خوشی محمد صاحب	"	دوم
۳۶	نواب دین صاحب	"	اوّل
۳۷	شیخ فضل کریم صاحب	"	"
۳۸	مبارک احمد صاحب	"	"
۳۹	صوبیدار غلام رسول صاحب	"	"
۴۰	میاں غلام محمد صاحب پنشنر	"	"
۴۱	میاں محمد ابراہیم صاحب	دارالیمن ربوہ	"
۴۲	مستری برکت علی صاحب	"	"
۴۳	ماسٹر محمد عظیم صاحب	"	"
۴۴	محمد حسین صاحب	"	"
۴۵	محمد حسین خاں صاحب	جہلم	"
۴۶	مستری عبدالرحیم صاحب	"	"
۴۷	منشی محمد صادق صاحب	بشیر آباد	"
۴۸	حافظ رضا محمد صاحب	کھنڈو	"
۴۹	مولوی محمد نورالدین صاحب اجمل	گولے کی	"
۵۰	چوہدری علی محمد صاحب	گولے کی	اوّل
۵۱	چوہدری نذیر احمد صاحب	"	"
۵۲	" عبداللہ خانصاحب	"	"
۵۳	منشی خوشی محمد صاحب	"	"
۵۴	میاں نواب خاں صاحب	"	"
۵۵	شیخ عنایت اللہ صاحب	تخت ہزارہ	دوم
۵۶	میاں محمد حیات صاحب	"	"
۵۷	عبدالعزیز صاحب خالد	چک ۲۷۰/A	اوّل
۵۸	آغا مشتاق احمد صاحب	بشیر آباد	"
۵۹	سربلند صاحب	"	"
۶۰	اللہ رکھا صاحب	"	"
۶۱	فیروزدین صاحب	"	"
۶۲	محمد علی صاحب	"	دوم
۶۳	رحیم بخش صاحب	"	اوّل
۶۴	شہاب دین صاحب	"	دوم
۶۵	ملک عبدالرحمٰن صاحب	"	"
۶۶	فقیر محمد صاحب	"	"
۶۷	صوفی فضل محمد صاحب	بہاول نگر	اوّل
۶۸	شان محمد صاحب	سول لائن لاہور	"
۶۹	محمد ادریس صاحب	"	"
۷۰	محمد نصیر الدین صاحب	"	"
۷۱	صفی الدین صاحب	"	"
۷۲	بدرالدین صاحب	"	"

نمبر شمار	اسماء احباب	مجالس	درجہ کامیابی
۷۳	بدر الدجیٰ صاحب	سول لائن لاہور	اوّل
۷۴	بدر المنیر صاحب	〃	〃
۷۵	سید ارشاد غنی صاحب	〃	〃
۷۶	مکرمہ نواب بیگم صاحبہ	〃	〃
۷۷	کلیم اللہ صاحب	〃	〃
۷۸	مکرمہ سعیدہ مبارکہ صاحبہ	〃	〃
۷۹	نعمت اللہ صاحب	〃	〃
۸۰	طاہر محمود صاحب	〃	〃
۸۱	عبدالوحید صاحب	〃	〃
۸۲	مکرمہ امۃ الوحید صاحبہ	〃	〃
۸۳	عبدالحی صاحب	〃	〃
۸۴	مکرمہ شمیم نصرت صاحبہ	〃	〃
۸۵	عزیز نعیم صاحب	〃	〃
۸۶	عزیزہ امۃ المجیب صاحبہ	〃	〃
۸۷	عزیزہ امۃ المتین صاحبہ	〃	〃
۸۸	عزیزہ امۃ السمیع صاحبہ	〃	〃
۸۹	عزیزہ بشریٰ محمود صاحبہ	〃	〃
۹۰	عزیزہ امۃ الجمیل صاحبہ	سول لائن لاہور	اوّل
۹۱	عزیزہ انیسہ محمود صاحبہ	〃	〃
۹۲	مکرمہ امۃ النصیر صاحبہ	〃	〃
۹۳	مکرمہ مبشرہ صاحبہ	〃	〃
۹۴	عزیزہ نائیلہ محمود صاحبہ	〃	〃
۹۵	حنیف احمد صاحب	〃	〃
۹۶	میاں محمد دین صاحب	〃	〃
۹۷	منصور کرشن صاحب	〃	〃
۹۸	جمیل احمد صاحب	〃	〃
۹۹	جی ایم دائی پٹیل صاحب	منوڑہ کراچی	〃
۱۰۰	شیخ خلیل الرحمٰن صاحب	ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی	〃
۱۰۱	صدر الدین احمد صاحب	ناظم آباد 〃	〃
۱۰۲	سید محمد سعید شاہ صاحب	〃 〃	〃
۱۰۳	ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب کامٹی	جیکب لائن 〃	〃
۱۰۴	چوہدری فضل الرحمٰن صاحب	لیاقت آباد 〃	〃
۱۰۵	حبیب بخش صاحب	ابی سینا لائن 〃	〃
۱۰۶	محمد مسعود صاحب	دستگیر کالونی 〃	〃

قائد تعلیم انصار اللہ مرکزیہ

ربوہ

محمد ارشد کاتب تحریر نمود
ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ

اللہ تعالی کا ذکر قلوب کو اطمینان عطا کرتا ھے

لیکن اس کے واسطے صبر اور محنت درکار ھے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ھیں -

''قرآن سے یہی معلوم ھوتا ھے کہ اللہ تعالی کا ذکر ایسی شئے ھے جو قلب کو اطمینان عطا کرتا ھے جیسا کہ فرمایا الا بذکر اللہ تطمئن القلوب - پس جہاں تک ممکن ھو ذکر الہی کرتا رھے اسی سے اطمینان حاصل ھوگا - ھاں اس کے واسطے صبر اور محنت درکار ھے - اگر گھبرا جاتا اور تھک جاتا ھے تو پھر یہ اطمینان نصیب نہیں ھوسکتا - دیکھو ایک کسان کس طرح پر محنت کرتا ھے اور پھر کس صبر اور حوصلہ کے ساتھ باھر اپنا غلہ بکھیر آتا ھے - بظاھر دیکھنے والے یہی کہتے ھیں کہ اس نے دانے ضائع کر دئے لیکن ایک وقت آ جاتا ھے کہ وہ ان بکھرے ھوئے دانوں سے ایک خرمن جمع کرتا ھے - وہ اللہ تعالی پر حسن ظن رکھتا ھے اور صبر کرتا ھے - اسی طرح پر مومن جب اللہ تعالی کے ساتھ ایک تعلق پیدا کر کے استقامت اور صبر کا نمونہ دکھاتا ھے تو اللہ تعالی اپنے فضل و کرم سے اس پر مہربانی کرتا ھے اور اسے وہ ذوق شوق اور معرفت عطا کرتا ھے جس کا وہ طالب ھوتا ھے - یہ بڑی غلطی ھے جو لوگ کوشش اور سعی تو کرتے نہیں اور پھر چاھتے ھیں کہ ھمیں ذوق شوق اور معرفت اور اطمینان قلب حاصل ھو- جبکہ دنیوی اور سفلی امور کے لئے محنت اور صبر کی ضرورت ھے تو پھر خدا تعالی کو پھونک مار کر کیسے پا سکتا ھے - دنیا کے مصائب اور مشکلات سے کبھی گھبرانا نہیں چاھئیے - اس راہ میں مشکلات کا آنا ضروری ھے ''

(ملفوظات جلد ھفتم صفحہ ۳۱۲،۳۱۱)

ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس گولبازار ربوہ میں چھپا -